ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ
۱۶ جون ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَھُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَ صُدُوْرَھُمْ فَقُلْتُ: مَنْ ھٰؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ: ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ: وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل امین سے دریافت کیا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ بولے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو کہ لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزت و آبرو لیتے ہیں (ابوداؤد)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَعِرْضُہٗ وَمَالُہٗ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون اس کی آبرو اس کا مال (مسلم)

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِیْہِ شِدَّۃٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیٍّ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا وَقَالَ: لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِذٰلِکَ. فَاَرْسَلَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ فَاجْتَھَدَ یَمِیْنَہٗ مَا فَعَلَ: فَقَالُوْا: کَذَبَ زَیْدٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِمَّا قَالُوْہُ شِدَّۃٌ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَصْدِیْقِیْ: "اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ" ثُمَّ دَعَاھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَسْتَغْفِرَ لَھُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ تو لوگوں کو اس سفر میں شدّت لاحق ہوئی عبداللہ بن ابی نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر اپنا مال مت خرچ کرو۔ یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔ اور کہا اگر ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو ہم میں سے عزت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا (اور دریافت کیا) تو اس نے قسم کھالی کہ میں نے ایسا نہیں کہا لوگوں نے کہا کہ زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا۔ حضرت زید رضؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھ کو ان کے اس کہنے سے بہت سخت صدمہ ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق نازل کردی اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین کو بلایا تاکہ ان کے لئے استغفار کریں۔ تو انہوں نے تکبر کی وجہ سے اپنے سروں کو پھیر لیا (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا (اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ "اِنَّھُمَا یُعَذَّبَانِ، وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ! بَلٰی اِنَّہٗ کَبِیْرٌ: اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ، وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَھٰذَا لَفْظُ اِحْدٰی رِوَایَاتِ الْبُخَارِیِّ،

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ ان کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور کسی بڑے گناہ کے کام پر ان کو عذاب نہیں دیا جا رہا ہے حالانکہ وہ بڑے گناہ کے کام ہیں۔ ایک تو ان میں چغلخوری کیا کرتا تھا۔ اور دوسرا پیشاب آڑ (پردہ) میں نہیں کیا کرتا تھا۔ (اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور یہ الفاظ حدیث بخاری کی ایک روایت میں ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا اُنَبِّئُکُمْ مَا الْعَضْہُ؟ ھِیَ النَّمِیْمَۃُ الْقَالَۃُ بَیْنَ النَّاسِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو بتاؤں کہ عضہ کیا چیز ہے۔ وہ چغلخوری ہے۔ جو لوگوں کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔ (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْکُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ"، رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے صحابہ میں سے کوئی شخص مجھ کو کسی شخص کے متعلق کوئی بری بات نہ سنائے اس لئے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو (ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۶ جون ۱۹۶۷ء | شمارہ ۶

عرب اسرائیل جنگ

جون ۶۷ء کے آغاز ہی سے عربوں پر اسرائیلی حملہ کے خدشات اتنے گہرے ہو گئے تھے کہ کسی وقت بھی ان کا حقیقت بن کر سامنے آ جانا غیر متوقع نہ تھا۔ چنانچہ ۵ جون کو اس وحشت ناک خبر نے امن پسند دنیا کو چونکا دیا کہ اسرائیل نے پوری قوت کے ساتھ متحدہ عرب جمہوریہ پر اچانک ایسے وقت میں حملہ کر دیا جب مصر غزہ کے سرحدی دفاعی مورچے ابھی قائم بھی نہ کر پایا تھا اور اس کی بہت سی فوج ہنوز اردن، یمن اور شام میں منتشر تھی۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اسرائیل کی پشت پر برطانیہ اور امریکہ کی پوری جنگی مشینری حرکت میں تھی۔ اسرائیلی حملے کا پس منظر اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ برطانیہ اور اسرائیل دونوں مصر سے ۵۶ء کی سویز کی شکستوں کا انتقام لینے کے لئے نہ صرف بے چین تھے بلکہ عملی انتقامی کاروائی کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے۔ مصر کے لئے اسرائیل کے متوقع جارحانہ اقدامات کے پیش نظر خلیج عقبہ کی ناکہ بندی بطور حفظِ ماتقدم ضروری تھی۔ اور اسے ایسا کرنے کا پورا پورا حق تھا۔ لیکن حملہ اتنا ناگہاں اور تیزی سے ہوا کہ متحدہ عرب جمہوریہ اپنے جائز حقوق سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اور اسے مدافعت کے لئے سربکف مقابلے پر آنا پڑا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ برطانوی اور امریکی سامراج کی خوتے بد بہانہ سازی کے لئے کسی معقول و نامعقول اور حق و ناحق کا امتیاز روا نہیں رکھتی۔ اسرائیلی حملے نے ایک بار پھر دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ مغربی استعماری قوتیں اپنے ذلیل ارادوں کی تکمیل میں ہر ضابطہ اخلاق و انصاف کو پامال کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔ ان کی اس کمینگی اور دنائت کو اسلام دشمنی کے جذبے نے انتہائی شرمناک حد تک بڑھا دیا ہے۔

عربوں کی مثالی شجاعت، قومی حمیّت اور اسلامی جوش و جرأت سے بجا طور پر امید کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنے دشمنوں کے جارحانہ حملوں کو نہ صرف کامیابی سے پسپا کر دیں گے بلکہ ان پر ایسی کاری ضرب بھی لگائیں گے کہ آئندہ برسوں تک کسی کو عربوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا حوصلہ نہ ہو۔ لیکن ۸ جون کو برطانیہ اور امریکہ کی اسرائیل نوازیوں نے جنگ کا پانسہ پوری قوت کے ساتھ اسرائیل کی طرف پلٹ دیا۔ چنانچہ ۹ جون کی صبح کو تمام اخبارات نے یکایک جنگ بندی کی خبر کے ساتھ اس کی اندوہناک تفاصیل بھی شائع کر دیں۔ جن کے پڑھنے سے مغربی طاقتوں کی سازشوں اور فریب کاریوں کا بھیانک نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ یہ بات شروع سے واضح تھی کہ برطانیہ اور امریکہ جن کے سامراجی عزائم اور استعماری ہوس نے خالص اپنے مفادات کی خاطر اسرائیل کو جنم دیا تھا۔ عربوں کو کمزور تر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے چہ جائیکہ ان کے اتحاد کو برداشت کریں۔ لیکن جن حالات میں متحدہ عرب جمہوریہ کو جنگ بندی پر مجبور ہونا پڑا ہے وہ انتہائی افسوسناک اور دل شکن ہی نہیں، مغربی طاقتوں کی انصاف دشمنی شرمناک بددیانتی اور انسانیت سوز مظالم کی ناقابل تردید شہادت بھی ہے۔ سلامتی کونسل کو خوب معلوم ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ نے جنگ میں پہل نہیں کی۔ اگر اس کا ارادہ جارحانہ اقدام کا ہوتا تو وہ پہلے اپنی قوت کو مجتمع کرتا، اپنے تمام دفاعی مورچوں کو مضبوط بناتا اور حلیف عرب اور دیگر اسلامی ملکوں سے عملی مدد حاصل کرتا۔ لیکن وہ تو ابھی غزہ میں بھی دفاعی مورچے قائم نہیں کر پایا تھا کہ اس پر پوری قوت سے حملہ کر دیا گیا اور جنگ کا سارا زور صرف اسی پر ڈال دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف اس کی بری اور فضائی طاقت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا بلکہ وہ مؤثر جوابی کاروائی بھی نہیں کر سکا۔ جنگ کا یکایک ڈرامائی انداز میں ڈراپ سین کسی گہری سازش کا پتہ دیتا ہے ورنہ تنہا اسرائیل سے یہ ناممکن تھا کہ وہ ..یوں تمام عرب ممالک کی چھاتی پر مونگ دلتا۔ جہاں تک روس کے کردار کا تعلق ہے وہ بھی مشکوک و مشتبہ ہے۔ یہ بات تو ایک جاہل کو بھی معلوم ہے کہ آج سے دس سال پہلے بھی برطانیہ اور اسرائیل نے مصر پر یلغار کی تھی مگر منہ کی کھائی تھی۔ اور آج بھی مصر پر حملہ کرنے اور کرانے والے امریکہ اور برطانیہ کی سازشی طاقتیں اسرائیل کی پشت پناہ ہیں، انہی کے طیاروں نے مصر پر وحشیانہ بمباری کی ہے۔ مگر روس نے مشرق وسطیٰ کے معاملے میں کوئی دخل نہیں دیا۔ اور ظالم و جارح کا ہاتھ روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس نے سلامتی کونسل کے اجلاس میں جنگ بندی کی قرارداد پر اپنے مطالبے پر اتنا بھی اصرار نہیں کیا کہ عرب ممالک اور اسرائیل اپنی ان پوزیشنوں پر واپس چلے جائیں جہاں وہ جنگ شروع ہونے سے پہلے تھے۔ روس کے اس طرزِ عمل سے عرب ملکوں کو سخت مایوسی ہوئی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس نے جنگ بندی کی اپیل پر مغربی طاقتوں کا غیر مشروط ساتھ دے کر عربوں سے دغا کیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اگر یہ بات نہیں تو اس کی حیثیت خاموش تماشائی کی نہیں کچھ اور ہونی چاہئے تھی ——

بہرحال جنگ بندی فریقین نے قبول کر لی ہے۔ ہمارے دل اپنے عرب بھائیوں کے جانی و مالی نقصانات پر گریہ کناں ہیں۔ ہم ان کی استقامت و استقلال کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہمیں اس پر فخر ہے کہ صدر ناصر نے اپنے محدود وسائل اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ مہیب کے وار سہنے میں اپنی روایتی شـ

دشمنوں

مجلس ذکر

۲۲ر صفر المظفر ۱۳۸۷ھ مطابق یکم جون ۱۹۶۷ء

دلوں کو اطمینان و سکون دلانے والی چیز

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

(مرتبہ: خالد سلیم ایم اے)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ احسان و شکر ہے۔ کہ اُس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کفر و الحاد کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کا یہ سب سے بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے (آمین) حدیث میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نیک کام چاہے چھوٹے سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو ہمیشہ کرو۔ کیونکہ تھوڑی نیکی جو ہمیشہ ہو اُس بڑی نیکی سے بہت افضل ہے۔ جو کبھی کبھار ہو

حضرتؒ ہر مجلس ذکر کے بعد امراض روحانی کی طرف توجہ فرمایا کرتے تھے حب مال و جاہ۔ حسد۔ کبر۔ عُجب اور ریا وغیرہ جیسی مہلک امراض کو دور کرنے کے طریقے بتلایا کرتے تھے۔ ان باتوں کا وہ بار بار ذکر فرماتے تھے۔ کیونکہ جو بات بار بار بیان کی جائے۔ وہ دل میں اُتر جاتی ہے اور جڑ پکڑ لیتی ہے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ کا ابھی پہلا سبق پکا نہیں۔ اس لئے اُس کو دوبارہ دہراتا ہوں۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کی سیرتیں پڑھی ہیں۔ وہ ان سب امراض روحانی سے واقف ہیں۔ لیکن اپنے اندر ان بیماریوں کا احساس اس وقت ہوتا ہے۔ جب انسان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے۔ اُن لوگوں کے ساتھ نشت و برخاست رکھے جو ہمہ وقت اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! مجھے سب سے بہتر عمل فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اپنی زبان کو ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رکھو۔ ذکر کی اہمیت کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(پ ۱۳ سورۃ الرعد)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل۔

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اُن کو دولت ایمان نصیب ہوتی ہے۔ اور ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے چین اور اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا ذکر قرآن ہے۔ جسے پڑھ کر اُن کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون و اطمینان میسر آتا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالےٰ کی عظمت و مہابت دلوں میں خوف و خشیت پیدا کرتی ہے۔ تو دوسری طرف لامحدود رحمت و مغفرت کا ذکر قلبی سکون و راحت کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ غرض اُن کا دل ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کی طرف جم جاتا ہے۔ اور ذکر اللہ کا نور اُن کے قلوب سے ہر طرح کی دنیوی وحشت و گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے دولت۔ حکومت۔ منصب جاگیر یا فرمائشی نشانات کا دیکھ لینا، کوئی چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی۔ صرف یاد الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے اور سکون و راحت مہیا کر سکتا ہے۔

تجربہ شاہد ہے۔ کہ دولت سے اگر اطمینان نصیب ہوتا۔ تو سب سے زیادہ فرعون و قارون کو ہوتا۔ وہ تو اپنے آپ کو عذاب خداوندی سے ہی نہ بچا سکے۔ اگر دنیا کی آسائشوں و نعمتوں سے دل کو سکون حاصل ہوتا۔ تو آج دنیا میں سب سے بڑی مملکت کے سربراہ صدر جانسن کو ہوتا۔ اور وہ اتنا بے چین نہ ہوتا چین و اطمینان صرف اور صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ والے رات کو میٹھی نیند سوتے ہیں۔ دنیا والے مال و دولت والے دنیوی وحشت و گھبراہٹ سے گھبرا کر اللہ والوں کے پاس تعویذ اور وظائف پوچھنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ اتنا نہیں کرتے کہ ہم اپنا تعلق اللہ تعالےٰ سے ٹھیک کر لیں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں اور اپنے فرائض کو ادا کریں۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو اُن کی ساری پریشانیاں اور دکھ ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا۔ کہ تقویٰ کیا ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا۔

کہ ایک ایسے جنگل میں سے کس طرح گزرو گے۔ جہاں جگہ جگہ خار دار جھاڑیاں ہوں۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ بڑی احتیاط کے ساتھ۔ کپڑوں کو بچا بچا کر گزروں گا کہ کہیں دامن کانٹوں میں الجھ کر پھٹ نہ جائے۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ کہ بالکل اسی طرح اس دنیا میں جگہ جگہ معصیتوں۔ بدکاریوں نافرمانیوں اور گناہوں کی جھاڑیاں ہیں۔ ان گناہوں کے کانٹوں سے ایمان کے دامن کو بچا کر زندگی گزارنے کا نام تقویٰ ہے

جو کوئی بھی اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔ اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرے گا۔ چاہے وہ امیر ہو یا فقیر۔ عالم ہو یا جاہل۔ اُس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے اور آئندہ زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذوق و عبرت

فیض لودھیانوی لاہور

سخت جانی

تباہ کاری کو اب اور جستجو کیا ہے
ہمارے پاس تھا جو کچھ لٹا دیا ہم نے
ستمگرو ہمیں تم داد سخت جانی دو
تمہارے عہد میں جی کر دکھا دیا ہم نے

جمعہ خطبہ

۲۹ر صفر المظفر ۱۳۸۷ھ بمطابق ۹ر جون ۱۹۶۷ء

اللہ جل جلالہ کی یاد ہی کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم:-

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(پ ۱۰ رکوع ۲-سورۃ الانفال)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب بھڑو تم کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

ذکر میں نماز، دعا، تکبیر اور ہر قسم کا ذکر شامل ہے۔ ذکر اللہ کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا ہتھیار یہ ہی تھا الذین تطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

بزرگان محترم! آیت مذکورہ بالا میں مسلمانوں کو میدان جنگ میں دشمن پر کامیابی اور فتح حاصل کرنے کے گر بتائے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ تم ظاہری اسباب کے لحاظ سے اپنی بساط کے مطابق آلات حرب و ضرب سے لیس ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح دشمن کے مقابلہ پر ڈٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو تمہاری ثابت قدمی بہت زیادہ پسند ہے۔ لیکن دیکھو محض اسی پر اکتفا نہ کرو۔ اور ظاہری اسباب پر ہی بھروسہ نہ کرو بلکہ فتح و ظفر کو اللہ ہی کی طرف سے سمجھتے ہوئے ذکر اللہ کی کثرت کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد بھی یہی ہے جو کسی کو فتح و کامرانی سے دوچار کر سکتا ہے۔

یاد رکھئے! کثرت ذکر اللہ سے دل مضبوط ہو جاتے ہیں۔ غیر اللہ کا خوف اور محبت دل سے نکل جاتی ہے اور دلوں میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت گھر کر لیتی ہے۔ مومن کا طغرۂ امتیاز بھی یہی ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ یعنی ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اور یہ مسلّم امر ہے کہ جب کثرت ذکر سے تجلی ذاتی قلب ذاکر پر وارد ہوتی ہے تو اسے ہر طرف جمال جہاں آرا کی رعنائیاں نظر آنے لگتی ہیں اور اسے مشاہدہ کے طور پر بھی کامیابی من جانب اللہ نظر آنے لگتی ہے۔

ذکر اللہ پر دنیا باقی ہے

حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اللہ اللہ کرنے والا کوئی اللہ کا بندہ دنیا میں موجود ہے

حاصل یہ نکلا کہ دنیا کی بقاء ذکر اللہ پر مبنی ہے۔

جب تک کوئی ذاکر دنیا میں موجود رہیگا دنیا پر قیامت نہیں آئے گی۔ یہ سارا جہان قدرت نے اپنے بندوں کے لئے بنایا ہے جب وہ باقی نہ رہیں گے تو پھر اس کارخانہ کو باقی رکھنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی امداد کا ذمہ لے رکھا ہے

ارشاد ربانی ہے:-

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی مومنوں کی امداد ہم پر لازم ہو چکی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا دین کی امداد سے مراد دین حق کے تمام تقاضوں کا پورا کرنا ہے۔ اگر ہم نے دین حق کے تقاضے پورے کئے اللہ جل شانہ کو کثرت سے یاد کیا، اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کی تو انشاء اللہ اس کی نصرت کا پہنچنا ضروری ہے

کثرت ذکر اللہ سے کامیابی کی عقلی دلیل

ہر شخص جانتا ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک روح اور دوسرا جسم ظاہر جو اعضاء و جوارح کا مجموعہ ہے۔ جسم روح کے تابع ہے۔ خالی جسم روح کے بغیر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ عاجز محض ہے۔ اسی لئے روح کے جسم سے جدا ہونے کو موت کا نام دیا جاتا ہے۔ موت وارد ہو جانے کے بعد جسم ظاہری اگرچہ صحیح و سالم ہوتا ہے مگر ادنے سے ادنے حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ یہی نہیں بلکہ چند روز کے بعد گلنا سڑنا شروع کر دیتا ہے اور بدبو دینے لگتا ہے۔ اس حالت میں دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو درکنار چیونٹی سے بھی اپنی مدافعت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اگر جسم ہی کو فاعل حقیقی قرار دے دیا جائے تو وہ تو موت کے بعد بھی کچھ وقت تک اپنی حالت اصلیہ پر قائم رہتا ہے۔ لیکن چونکہ انسان صرف اعضاء و جوارح کے مجموعہ ہی

کا نام نہیں اس لئے اس جسم کے موجود ہوتے ہوئے بھی موت کے بعد اعزہ و اقربا آنسو بہاتے ہیں اور مرنے والے کی جدائی سے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ درحقیقت انسان روح سے باقی ہے۔ جسم تو صرف لفافہ کی حیثیت رکھتا ہے اور خط اس کے اندر ہوتا ہے جسے روح کے نام سے معنون کیا جاتا ہے۔ لفافہ کو کوئی بھی اصل خط نہیں کہتا —— نہ خالی لفافہ ہی کے ملنے سے کسی کا مطلب حل ہوتا ہے۔ خط کا اچھا اور برا ہونا لفافہ پر موقوف نہیں۔ وہ اندر کے مضمون کی اچھائی اور برائی پر موقوف ہے۔ ٹھیک اسی طرح انسان صرف جسم ظاہر کا نام نہیں اصل انسان روح کا نام ہے۔ روح اگر پاک ہے اور ایمان و یقین کی خوشبو سے معطر ہے تو انسان اچھا ہے اور دینی اصطلاح میں صالح اور متقی ہے۔ اگر روح ایمان و یقین کی نورانیت سے خالی ہے تو انسان جانوروں سے بدتر ہے اور دھرتی کے سینہ پر ایک بوجھ سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

برادران عزیز! اب یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ روح کی پاکیزگی اور ایمان و یقین کی نورانیت فقط ذکر اللہ کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے جس قدر کوئی شخص ذکر اللہ میں زیادہ شاغل رہے گا اور جس قدر کثرت سے ذکر اللہ کرے گا اس کی روح اسی قدر پاکیزہ سے پاکیزہ تر ہوتی چلی جائے گی۔ جس سے جسم پر بھی انوار و برکات کا ظہور ہوگا اور انسان اعمال صالحہ اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہوتا چلا جائے گا۔

علاوہ ازیں یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ کسی کام کا کرنا اس کے فاعل کی قوت پر موقوف ہے فاعل جس قدر قوی ہوگا کام میں اسی قدر قوت ہوگی۔ قوت کا انحصار اجسام اور جواہر مجردہ میں لطافت و کثافت کے لحاظ سے ہے۔ مثلاً خاک سے پانی کی قوت اور پانی سے ہوا کی قوت زیادہ ہوتی ہے اور آگ کی قوت لطافت کی وجہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ ریل گاڑی ہی کو لے لیجئے۔ ریل گاڑی ہزارہا من کا بوجھ ایک دن میں کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔ ظاہر ہے گاڑی انجن کی بدولت چلتی ہے اور انجن بھاپ کے زور سے چلتا ہے۔ بھاپ لطیف شئے ہے اور اس لئے اس کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اب واضح ہے کہ جس قدر قوت برق و بھاپ سے یا ایٹمی ذرّات سے پیدا ہوگی اسی قدر انجن میں تیزی اور قوت زیادہ ہوگی اور فاعل درحقیقت اسی قوت کو قرار دیا جائے گا نہ کہ انجن کو —— کیونکہ انجن تو محض ڈھانچہ ہے مگر چونکہ اسٹیم نظر نہیں آتی اس لئے اس آہنی ڈھانچہ کو ہی غلطی سے لوگ فاعل قرار دینے لگتے ہیں۔ بہرحال کہنا یہ مقصود ہے کہ انسان کے فاعل یعنی روح میں جس قدر قوت زیادہ ہوگی انسان اسی قدر قوی ہوگا۔ اور قاعدہ کلّیہ ہے کہ لطیف شئے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ مخلوقات میں سے ملائکہ عظام لطیف ہیں۔ اس لئے ان کے افعال بھی قوی ہوتے ہیں۔ اسی طرح روح بھی چونکہ لطیف شئے ہے اس لئے زیادہ قوی ہوتی ہے لیکن اگر اس پر جسم کی لطافت غالب آ جائے تو پھر اس کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ روح کی لطافت اور اس کی قوت کا مدار ذکر اللہ اور اکل حرام سے بچنے پر ہے۔

غرض حاصل یہ ہے کہ روحانی طاقت جو اللہ کے بندوں میں ذکر اللہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ہر شئے کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے اور درحقیقت طاقت فقط اللہ رب العزت ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہے بندوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار کر دے اور ظاہر ہے جو اس کا ہو جائے گا اسے کوئی زیر نہ کر سکے گا۔ جو اللہ کا ہو جائے گا اللہ اس کا ہو جائے گا۔ من کان للہ کان اللہ لہ —— چاند اس کے اشارے سے شق ہو جائے گا، درخت اس کے بلانے پر بھاگ آئیں گے، دریا اس کے حکم کی تابعداری کریں گے، شجر و حجر اس سے کلام کریں گے اور اس کے عصاء زمین پر مارنے سے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذکر و فکر کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی یاد سے ہمارے دلوں کو آباد رکھے۔ آمین! یا اللہ العالمین!!

تعارف وتبصرہ

مصنظر گجراتی

نام کتاب: قادیانیت (مطالعہ و جائزہ)
ضخامت: ۲۲۱ صفحات کاغذ سفید۔ کتابت و طباعت ستھری۔ قیمت ۵ روپے
مصنف: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ناشر: ادارۂ نشریاتِ اسلام چوک مینار انارکلی لاہور

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ایک جیّد عالم مفکر، محقق اور مشہور و متعارف اہل قلم ہیں۔ آپ مختلف اسلامی ممالک کے دینی اداروں کے رکن اور دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے ناظم ہیں۔ جنوری [illegible] میں پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام لاہور میں مجلس مذاکراتِ اسلامی کا انعقاد ہوا جس میں مصر و شام اور عراق کے علماء و اساتذہ (جن کی حمیّتِ دینی اور شریعتِ مطہرہ کی وکالت محتاج تعارف نہیں) بھی شریک ہوتے۔ انہوں نے قادیانی تحریک سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ چنانچہ یہی اشتیاق مولانا کی عربی تصنیف "القادیانی والقادیانیہ" کا سبب بنا۔ بعد میں اُسی کو ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ اردو میں ڈھالا جو ہمارے زیر تبصرہ ہے۔

یہ کتاب بانیٔ تحریک قادیانیت کے بیانات اور تحریروں اور تاریخی وثائق کے ذریعہ وہ روشنی اور مواد فراہم کرتی ہے۔ جو کہ ایک سلیم الطبع اور انصاف پسند انسان کو صحیح اور بے لاگ رائے قائم کرنے اور ٹھیک نتیجہ تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔ ہر باب مربوط اور اندازِ بیان سادہ مگر مؤثر ہے۔ جس میں مناظرانہ و متکلمانہ جوش کی بجائے مؤرخانہ متانت پائی جاتی ہے۔

مولانا کی دیگر تصانیف کی طرح یہ تصنیف بھی لطیف اور قارئین کے لئے انتہائی نفع بخش ہے۔ قادیانی تحریک سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

نام کتاب۔ مصائب الصحابہ
کتابت و طباعت آفسٹ پر ٹائیٹل دبیز سہ رنگا
قیمت۔ دو روپے پچاس پیسہ علاوہ محصول ڈاک
مؤلفہ۔ مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری
ناشر۔ محمود الحسن نور محمد ۱۴ا۔ بی۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری

قرآنی آیات پر غیر مسلموں کے اعتراضات

اور

ان کے جوابات

خواجہ حسن نظامی
مرسلہ: عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

(قسط ۲)

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(پ ۳ - س البقرہ - آیت ۲۶۰)

ترجمہ: فرمایا۔ پس چار پرندے لے اور ان کو اپنے پاس ہلا۔ پھر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دے۔ پھر ان کو بلا وہ تیری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

۱۱- اعتراض: چار پرندوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا، پھر ان کے اجزاء کو پہاڑ پر رکھنا، پھر ان کا آواز پر زندہ ہونا بالکل قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔

جواب: اس اعتراض کی بناء صرف "فَصُرْهُنَّ" کے معنی نہ سمجھنے پر ہیں۔ صُرْهُنَّ کے معنی ہیں اَمِلْهُنَّ (معالم التنزیل) اپنے ساتھ جانوروں کا ہلا لینا یعنی مانوس کر لینا —— پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ چار پرندے لو اور ان کو اپنے ساتھ ہلاؤ یعنی مانوس کرو پھر ان کو چار پہاڑوں پر بٹھا دے اور نیچے کھڑا ہو کر آواز دے تو وہ تیری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح دہلوی نے اپنے ترجمۂ قرآن میں یہی معنی اختیار کئے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے خدا تعالیٰ سے التماس کی تھی کہ الٰہی! تمام مُردے قیامت کو زندہ ہو کر تیری طرف کس طرح آئیں گے؟ خدا نے ان کو اس مثال سے سمجھایا کہ چار پرندے لو اور ان کو اپنے ساتھ ہلاؤ۔ پھر ان چاروں کو چار پہاڑوں پر علیحدہ علیحدہ بٹھا کر نیچے کھڑے ہو کر آواز دو تو وہ چاروں تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ جب یہ پرندے چند روزہ انسیت سے اس قابل ہو گئے کہ تیرے حکم سے روگردانی نہیں کرتے اور آواز پر دوڑے آتے ہیں تو ہم کہ ازل سے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے والے ہیں ہمارے حکم سے مردے زندہ ہو کر کیوں نہ اسی طرح ہماری طرف دوڑتے آئیں گے۔

جو معنی معترض نے سمجھے ہیں اور اس پر اعتراض کیا ہے وہ غلط ہے اور قابلِ توجہ نہیں۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○

(پ ۳ ع ۱۳ - سورۃ آل عمران آیت ۵۴)

ترجمہ: اور انہوں نے مکر کیا خدا نے بھی مکر کیا۔ اور اللہ بہترین مکر کرنے والا ہے۔

۱۲- اعتراض: خدا مکار ہے (نعوذ باللہ)

جواب: یہ اعتراض اردو زبان کے محاورے کے مطابق ناواقفوں کو دھوکہ دینے کے لئے کیا گیا ہے اردو زبان میں لفظ 'مکر' کے معنی حیلہ بازی اور دغا بازی کے ہو گئے ہیں لیکن عربی زبان میں اس کا مطلب کچھ اور ہے اس لئے ہم عربی لغات کی معتبر کتابوں سے اس کی تحقیق درج کرتے ہیں۔ "مفردات راغب" میں لکھا ہے "اَلْمَكْرُ صَرْفُ الْغَيْرِ عَمَّا يَقْصِدُهٗ بِحِيْلَةٍ" یعنی مخالف کے مقصد کو تدبیر سے روک دینا 'مکر' ہے۔

ابن الاثیر جامع لغاتِ قرآن و حدیث لکھتے ہیں "مکر اللہ" کے معنی مخالفانِ الٰہی پر عذاب ڈالنے کے ہیں اور دوستوں کو اس سے بچانا۔

عربی کتب کی مستند لغت "لسان العرب" میں ہے کہ مخفی تدبیر کو مکر کہتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مکر اس خفیہ تدبیر کا نام ہے جو دشمن کے ضرر سے بچنے کے لئے کی جائے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ مفرداتِ راغب میں اس کی تشریح اس طرح ہے ایک مکرِ محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کرنا مقصود ہو۔ دوسرا مکر مذموم (برا) ہے جس سے برے کام کا ارادہ کیا جائے

اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ بری خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور خدا بھی پوشیدہ تدبیریں (نیک ارادہ) کر رہا تھا اور خدا اچھی تدبیریں کرنے والا ہے۔

لفظ خیر الماکرین نے بیان کو بالکل صاف کر دیا گویا اعتراض کا جواب آیت ہی میں موجود ہے۔ آیت کا منشاء اور مفہوم یہ ہے کہ بعض اوقات ایک شریر اور مکار آدمی اپنے مکروں سے باز نہیں آتا۔ اور بعض اسباب جو بظاہر اس کے مدعا کے موافق پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان سے خوش ہوتا ہے اور اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ یہ سامان و اسباب جو اتفاقیہ مجھ کو میسّر آ گئے ہیں اس سے اپنے مخالف مظلوم کو پیس ڈالوں گا۔ یہ شریر آدمی کا مکر ہے۔ مگر انہیں اسباب سے جو بظاہر اس کو اپنے مدعا کے موافق نظر آ رہے تھے۔ خدا اُسے ہلاک یا ناکامیاب کر دیتا ہے یہ خدا کا مکر یا خفیہ تدبیر ہے جو شریر آدمی کو اس کے برے کام کے نتیجہ سے بے خبر رکھتی ہے —— اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خداوند کارساز کے ایسے کام دنیا میں ہزارہا تدبیر سے ان کے بداعمال کی سزا دیتا رہتا ہے۔ آیت کا الٹا نتیجہ نکالنا کہ معاذ اللہ خدا دغا باز ہے محض مہمل اور بدطینتی پر مبنی ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ○

(پ ۴ ع ۱۲ - س النساء آیت ۳)

ترجمہ: پس تم نکاح کر لو ان عورتوں سے جو تم کو اچھی لگتی ہیں دو، تین اور چار تک۔

۱۳- اعتراض: اگر مرد ایک وقت میں چار عورتوں کو رکھ سکتا ہے

تو عورتیں ایک وقت میں چار مرد کیوں نہ رکھیں؟

جواب: مرد کا ایک وقت میں چار عورتوں تک کا رکھنا بالکل قانونِ فطرت کے مطابق ہے۔ عورت حاملہ ہو کر ایامِ رضاعت تک کے لئے جس کی مدت اڑھائی سال ہے، بیکار ہو جاتی ہے اور طبی اصول کے موافق مرد کا اس سے ہم بستر ہونا اس کی صحت کے لئے مضر ہے۔ ستیارتھ پرکاش صہ۱۳۰ میں لکھا ہوا ہے۔ جب مہینہ بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھہرنے کا یقین ہو جاتے اس وقت سے ایک برس تک عورت مرد کبھی ہم بستر نہ ہوں۔ پنڈت دیانند جی نے ایک سال کی مدت قرار دی ہے مگر درحقیقت عورت جب تک بچے کو دودھ پلاتے مرد کے پاس جانے کے قابل نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مرد بیکار نہیں ہوتا اور وہ طبعاً دوسری عورت کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو چار عورتوں تک کی اجازت ہے۔ جن قوموں میں تعداد ازواج رواج نہیں ہے وہ عملی طور پر زناکار اور شرمناک افعال کی مرتکب پائی جاتی ہیں۔ ان کی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی نے ایک عورت پر قناعت نہ کرسے ثابت کر دیا ہے کہ انسان کے لئے فطرتاً کئی عورتیں ہونی چاہئیں۔

اب یہ بات لازمی ہو گئی کہ قانونِ الٰہی ایسا ہونا چاہیئے جس میں انسان کی خواہشوں اور اندرونی میلان کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ تاکہ وہ مختلف جذبات والی طبائع کو تقوے و طہارت کے دعوے میں محدود رکھ سکے۔ کتاب اللہ کے احکام میں بھی مصلحتیں مرکوز ہیں۔ اور اسی وجہ سے ایک مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں کے رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

برخلاف اس کے عورت میں چونکہ ایک وقت میں ایک مرد سے زیادہ رکھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ پہلی قوموں میں دستور تھا کہ وہ ان گنت عورتیں رکھا کرتے تھے۔ ایک مرد بیسیوں عورتیں رکھا کرتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ یہودیوں اور دیگر اقوام میں بھی عورتوں کی تعداد مقرر نہ تھی۔ اسلام نے اس میں اصلاح کی کہ ان کی تعداد چار تک معین کر دی اور اس میں بھی یہ ایک روک پیدا کر دی کہ اگر ان چار عورتوں میں بھی انصاف نہ کر سکو تو ایک ہی کافی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن مردوں میں چار عورتیں رکھنے کی صلاحیت ہو گی وہی ان میں ناانصافی کا برتاؤ کریں گے اس لئے ان کو ایک ہی کی اجازت ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ تعداد ازواج کا مسئلہ بالکل قانونِ فطرت کے عین مطابق ہے۔ مرد میں فطری صلاحیت ہے کہ وہ ایک وقت میں چار عورتوں تک رکھ سکتا ہے اس لئے اس کو چار عورتوں کی اجازت ہے۔ عورت میں یہ صلاحیت نہیں اس لئے وہ ایسا نہیں کر سکتی۔

۱۴۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

(پ ۵ ع ۸ سورۃ النساء آیت ۷۸)

ترجمہ: اگر ان کو بھلائی پہنچے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے اور دکھ پہنچے تو کہتے ہیں تیری طرف سے ہے۔ اے نبیؐ! کہہ دے سب اللہ کی طرف سے ہے۔

اعتراض: برائی کا پیدا کرنے والا خدا کو بتایا گیا ہے۔

جواب: اس آیت میں حقیقت، واقعیت اور سچائی کا کامل اظہار ہے مطلب یہ ہے کہ سکھ اور دکھ دینے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کہ رنج و راحت کے اسباب کو پیدا کرنے والا اور اصل خالق وہی ہے۔ اسی آیت میں آگے ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ (اور جو دکھ پہنچے وہ تیری ہی طرف سے ہے۔) یعنی دکھ تمہارے اپنے ہی نفس کی شامت سے تم پر آتے ہیں اور سکھ عطیہ خداوندی ہے۔

اب ہم معترضین (آریہ صاحبان) سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے ہاں یہ مسلّم نہیں ہے کہ دکھ انسان کے اپنے ہی اعمال کا پھل ہوتے ہیں اور سکھ کا دینے والا پرماتما ہے۔ کوئی آریہ اس کا نفی میں جواب نہیں دے سکتا۔ پس جب یہ مسئلہ خود تمہارے مسلّمات میں سے ہے تو پھر اعتراض چہ معنی دارد؟ یہ دیدہ و دانستہ حق کی مخالفت کرنا اور جھوٹ بولنا نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۵۔ وَاقْتُلُوْاهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوْهُ

(پ ۵ ع ۹ سورۃ النساء آیت ۸۹)

ترجمہ: اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

اعتراض: یہ بڑی بے رحمی کا حکم ہے۔

جواب: یہ حکم ان کافروں کے متعلق ہے جنہوں نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو دکھ دینا، ایذا پہنچانا اپنا شعار بنا رکھا تھا اور باوجود بار بار سمجھانے کے فساد اور بغاوت پر تلے ہوئے تھے۔ اس حکم کی بنا ملکی سیاست پر ہے

الزامی جواب: اسی طرح کے احکام بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت آپ کے ہاں بھی پائے جاتے ہیں ہم بطور نمونہ دو ایک پر قناعت کرتے ہیں۔ دیکھو۔

"بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل پر پاپ نہیں ہوتا خواہ اعلانیہ مارے خواہ غیر اعلانیہ کیونکہ غضب والے کو غضب سے مارنا گویا غضب سے غضب کی لڑائی ہے۔" (منو ۸-۳۵۱)

"جرائم میں سزا دینا دراصل سختی نہیں ہے۔" ستیارتھ پرکاش (۲۲۰)

ان احکام کا قرآن کے احکام سے مقابلہ کرو اور دل میں سوچ کر انصاف کرو۔ جو لوگ نافہمی سے اس کو سخت سمجھتے ہیں وہ سیاستِ ملکی کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔

۱۶۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا (پ ۷ ع ۳ سورۃ المائدہ آیت ۹۶)

ترجمہ: اور جب تک تم احرام میں ہو خشکی کا شکار منع ہے۔

اعتراض: مکہ میں شکار کی کیوں ممانعت ہے؟ کیا خدا کا گھر مکہ ہی میں ہے؟

جواب: آیت میں صرف احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت ہے کیونکہ وہ حالت عبادت کی ہے اور اس میں کوئی دنیاوی کام جائز نہیں باقی حالتوں میں شکار کی اجازت ہے۔ (باقی آئندہ)

اللہ! اپنے نام لیواؤں کی مردانگی کی لاج رکھ لینا

(ابراہیم جلیس)

ے ناطہ ہر ایک توڑ کے افرنگیوں سے آج
خوددار ہو تو مشرقِ وسطیٰ کا ساتھ دو

آج میرے ہونٹوں پر رجز ہے۔ آج بھی میرے ہاتھ میرے شیر دل اور مظلوم عرب بھائیوں کی حمایت کے لئے آسمان کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ آج بھی میرے بے چین دل کی دھڑکنیں گویا عرشِ معلیٰ کے دروازے کی کھٹکھٹاہٹ ہیں اور آج بھی میں عرشِ معلیٰ کے دروازے پر کھڑا اپنے پروردگار سے اور دنیا کے سارے مظلوموں کے منصفِ حقیقی سے یہی فریاد کرنے آیا ہوں۔ کہ ے

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

آج میں پاکستان میں نہیں ہوں۔ جس دن سے اسرائیل کے ناپاک طیاروں نے مشرقِ وسطیٰ کی مسجدوں کے فلک بوس گنبدوں اور مقدس میناروں پر منڈلانے کی ناقابل معافی جسارت اور گستاخی کا آغاز کیا ہے میری نظریں ان مقدس گنبدوں اور میناروں کو بار بار چوم رہی ہیں۔

اب میرا دل مشرقِ وسطیٰ میں ہے۔ اب میرا دل العریش اور ابو عقیلہ کی جنگ کے میدانوں میں ہے۔ اب میرا دل بیت المقدس کی دھواں آلود سڑکوں اور خونریز گلیوں میں آوارہ ہے۔ آج میرا دل مسجد اقصیٰ کی دہلیز پر تڑپ رہا ہے۔ آج میرا دل مسجد عمرؓ کے صحن میں دھڑک رہا ہے۔

میں اب پاکستان میں نہیں ہوں۔ اور اب کسی بھی غیرت مند اور خود دار پاکستانی کو اس وقت تک یہاں نہیں ہونا چاہئے جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اب مشرقِ وسطیٰ کے کسی ایمان افروز مینار پر سامراجی فضائیے کے گندے گدھوں اور چیلوں کا ناپاک سایہ کبھی نہیں پڑے گا — کبھی نہیں پڑے گا۔

اب تو میرا دل پوری قوت سے پکار رہا ہے۔

اے اہلِ وفا —!
تم پاکستان میں ہو یا جہاں کہیں بھی ہو۔
"تل ابیب چلو، تل ابیب چلو"

اور اس وقت تک اپنے گھروں کو نہ لوٹو جب تک کہ انسانیت دشمن اسرائیل کا آخری سپاہی نہر سویز کے ساحل پر ہمیشہ کے لئے خاموش نہ ہو جائے۔

تل ابیب چلو یارو۔
العریش کے میدانِ جنگ میں کود پڑو یارو —
خلیج طبریہ کے ساحل پر صلاح الدین ایوبی کی طرح ٹوٹ پڑو یارو۔

واقعی تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔

یہ العریش کا وہی میدان جنگ ہے جہاں برسوں پہلے حضرت عمر بن العاصؓ نے عزیزِ مصر کے رومی لشکرِ جرار کو شکست فاش دے کر قاہرہ کی فضاؤں میں اسلام کا سبز ہلالی پرچم لہرایا تھا۔ جس کی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں نیل کے ساحل پر سارے مصر کو اپنی آغوش میں لے چکی تھی۔

خلیج طبریہ کے ساحل پر آج جس میدانِ جنگ میں دلیر شامی فوجیں درندہ صفت اسرائیلیوں کا قلع قمع کر رہی ہیں۔ یہ وہی میدانِ جنگ ہے جہاں اب سے چھ سو سال پہلے غازی سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بزدل رچرڈ کے سرِ پُر غرور کو ہمیشہ کے لئے جھکا دیا تھا۔

دریائے یرموک کے ساحل پر جس میدانِ جنگ میں آج متحدہ عرب جمہوریہ کے جیالے سپاہی اسرائیلیوں کے ناپاک جسموں کو چھلنی کئے دے رہے ہیں یہ وہی تاریخی میدانِ جنگ ہے جہاں شیر دل خالد بن ولیدؓ نے اپنے گنتی کے چند سرفروشوں کے ہمراہ قیصر ہرقل کی ڈھائی لاکھ فوج کی لاشوں کے ڈھیر پر اسلام کے فلک بوس پرچم کو گاڑ دیا تھا۔

آج انہی تینوں تاریخی میدانوں میں پھر وہی معرکۂ ایمان و کفر برپا ہے۔

ان میدانوں نے پہلے بھی فاتح عربوں کے قدم چومے تھے۔ یہ میدان اب کی بار بھی فاتح عربوں ہی کے قدموں تلے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

مشرقِ وسطیٰ میں اب سامراجیوں کے "ٹروجن گھوڑے" کا پیٹ پھٹ گیا ہے اور وہ درندے باہر نکل پڑے ہیں جو "دوسروں" کے لئے ہمیشہ جھوٹا کھاتے ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ یہ مکار لومڑ اب اصیل عرب گھوڑوں پر بھونکنے لگے ہیں۔

"ایمان کے سپاہی" کی زندگی سدا امتحان کی زندگی ہوتی ہے اس کے خلاف ہمیشہ برائی کی ساری قوتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔

اب پھر دجلہ فرات سے لے کر نیل کے ساحل تک "میدانِ کربلا" پھر ایک بار سُرخ ہو گیا ہے۔

حسین ابن علیؓ کی خاکِ پاک کا مجسمہ شاہِ حسین میدان میں شمشیر بکف ہے
اور ادھر نیل کے ساحل کے ورے ناصر کا خدا حافظ و ناصر ہے۔

آج مراکش سے لے کر عراق تک خدا کے نام لیوا ایک بار پھر خدائی دعویٰ کرنے والے فرعونوں سے نبرد آزما ہیں۔

یہ درست ہے کہ فرعون دریائے نیل ہی میں غرق ہو گیا تھا اور اب بھی دریائے نیل کی موجیں اس دور کے فرعونوں کے لئے ہی بھوکی ہو رہی ہیں لیکن پھر بھی دل تیری بارگاہ میں دعاگزار ہے کہ پروردگارا! لاج رکھ لینا، آبرو رکھ لینا۔

اے اللہ! اپنے نام لیواؤں کی مردانگی کی لاج رکھ لینا۔

اپنے عاشقوں کی شجاعت کی آبرو رکھ لینا۔ آمین! یا اللہ العالمین!

(جنگ کراچی)

---

(۳)

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ تعالیٰ کے حضور جو دعا کی (اگلی آیت کی تشریح عرض کر رہا ہوں) تو آپ نے اس دعا میں کیا عرض کیا؟ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ اے میرے اللہ! میرے سینے کو کھول دے۔ جو تو نے مجھے نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ اور مجھے جو حکم دیا ہے وہ میں جا کر فرعون کے سامنے پیش کرنے والا ہوں تیرا حکم میں مانوں گا لیکن میری چند باتیں ہیں۔ میرے سینے کو کھول دے وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ اور میرے معاملات میں آسانی پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنا، اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کرنا، یہ نبوت کے منافی نہیں ہے۔ نبی کو اللہ تعالیٰ پر پورا یقین ہوتا ہے، پورا اعتماد ہوتا ہے لیکن نبی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہوتے۔ آج ہم سارے پڑھتے ہیں درود اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ تو کیا حضورؐ ہمارے صلوٰۃ وسلام کے محتاج ہیں؟ نہیں — امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درجات بڑھتے ہیں۔ اتنے اونچے مقام پر فائز ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رحمت کے متلاشی ہیں، اللہ کی رحمت کو پسند کرتے ہیں۔ جتنی بھی رحمتیں حضورؐ پر زیادہ نازل ہوں گی اتنی ہی امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوشی اور مسرت حاصل ہوگی۔ تو اس لئے حضورؐ نے بھی دعا فرمائی۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ حضورؐ نے دعا کی کہ اے رب العالمین! اس اسلام کو دو عمروں میں سے ایک عمر کے ساتھ تقویت عطا کر دے۔ حضرت عمر ابن خطاب، یہ بھی عمر ہیں، اور عمر ابن ہشام، یہ ابوجہل کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا کو قبول کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمان فرما دیا۔ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ کی تفسیر ہے۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ میری زبان کی گرہ کو کھول دے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی زبانوں کی گرہ کو کھولا ہے اعجازی طور پر۔ ہماری تاریخوں میں ہے، ہماری سیرت کی کتابوں میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام کو دوسرے ملکوں میں تبلیغ کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ اور ان کے ذمے اپنے فرائض متعین کر دئیے کہ تم فلاں ملک میں جاؤ، تم فلاں ملک میں جاؤ، تم فلاں ملک میں جاؤ۔ تو صحابہ کرامؓ نے اس حکم کو بسروچشم قبول کیا لیکن ایک اپنی مشکل پیش کی کہ اے اللہ کے نبی! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ہم ابھی جانتے ہیں، ہمارا کیا عذر ہے، ہم تو ایمان لا چکے ہیں آپؐ کے قدموں کے طفیل، اتنا اشکال ہمیں ضرور ہے کہ جس ملک میں جناب ہمیں بھیج رہے ہیں وہاں کی بولیاں ہمیں نہیں آتیں، تو یہ کیا ہوگا؟ کس طرح ہم جا کے تبلیغ کریں؟ کس طرح ہم جا کر پیغام پہنچائیں؟ کس طرح یہ دعوتی خطوط وہاں جا کر دیں؟ حدیثوں میں آتا ہے، سیرت کی کتابوں میں موجود ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اور جن جن صحابہ کرامؓ کو جن جن ملکوں کے لئے حضورؐ نے متعین فرمایا تھا، وہاں بیٹھے بیٹھے ان کی زبانوں پر وہ بولیاں جاری ہو گئیں۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ آج بعض بھائی ہمارے کہتے ہیں (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی سمجھ نصیب فرمائے) آج ہمارے بعض مولوی صاحبان کہتے ہیں "بھائی! بیٹا کیا کرتا ہے" "جی میرا بیٹا انگریزی پڑھ رہا ہے" میں نے پہلے بھی عرض کیا ہم انگریزی کے خلاف نہیں ہیں، انگریزی تو ایک زبان ہے۔ میرے بزرگو! ہم تو انگریزی تہذیب کے خلاف ہیں، انگریزی تمدن کے خلاف ہیں۔ ہم انگریزی زبان کے خلاف نہیں ہیں ——— یہ کس نے کہا ہے؟ انگریزی زبان سیکھنی چاہئے لیکن دیکھیں نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ بس بات تو صرف اتنی ہے۔ نتیجہ کیا نکلے گا؟ مولوی صاحب بھی پوچھتے ہیں، پیر صاحب بھی پوچھتے ہیں (الا ما شاء اللہ) "جی لڑکا کالج پڑھ رہا ہے، جی لڑکا اب لندن جا رہا ہے"۔ "کیوں؟" "انگریزی پڑھنے" "جی انگریزی کیوں پڑھاتے ہو؟" "اجی پھر یہ جائے گا یورپ، پھر تبلیغ کرے گا۔ تو وہاں کی بولی سیکھنی چاہئے ——— وہ تبلیغ کرتے کرتے خود شکار ہو جاتا ہے ——— (اللہ تعالیٰ وقت اقدام سے بچائے) صحابہ کرامؓ نے پہلے بولیاں سیکھیں؟ حضورؐ نے ہاتھ اٹھائے "اے میرے اللہ! یہ میری امت کے بندے، تیرے بندے، میرے جاں نثار تیرا دین پھیلانے کے لئے جا رہے ہیں اے قادر حکیم! تو جن کی زبانوں پر عربی کی بولی چڑھا سکتا ہے۔ تو ان پر عبرانی بھی چڑھا سکتا ہے"۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے ان کی زبانوں نے انہی بولیوں کو بولنا شروع کر دیا۔ یہ تو فریب نفس ہے میرے بزرگو! (اللہ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے) یہ تو فریب نفس ہے اور اسی فریب نفس میں آج ہم سب مبتلا ہیں۔ الا ما شاء اللہ وہ گذرے ہیں ایک "مولوی اسمٰعیل لندنی"۔ انگریزوں کے زمانے کے بزرگ شروع میں وہ تھے ——— "مولوی اسمٰعیل لندنی" مشہور ہیں ——— مشہور کیا ہیں اب تو نام بھی بچارے کا مٹ گیا ہے کتابوں میں تذکرہ آیا ہے۔ اب بھائی عثمان غنی صاحب کی برکت سے خدام الدین میں بھی اس کا نام آ جائے گا ——— تو اس مولوی اسمٰعیل لندنی کو لکھنؤ کے ایک نواب نصیر الدین حیدر (انگریزوں کے زمانے میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں ابتدائی زمانے میں تھیں) سفیر بنا کر

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

تحریر: محمد عثمان غنی بی، اے

(۲)

میرے بزرگو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ جلسہ سیرت النبی کا اس مسجد کے افتتاح کے سلسلے میں منعقد ہوا — اللہ تعالےٰ نے چند نیک بندوں کو توفیق دی کہ انہوں نے اس آرڈیننس فیکٹری کے ایریے میں ایک نئی مسجد بنا دی، اللہ کا نیا گھر بنا دیا، مسلمانوں کا ایک نیا مرکز بنا دیا۔ جس مرکز کا تعلق بیت اللہ شریف کے ساتھ ہے۔ یہ بہت بڑی خوشی کی بات ہے — اور خصوصیت کے ساتھ میں تو یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ جہاں جہاں ہمارا اسلحہ بنتا ہو، جہاں پر آرڈیننس فیکٹریاں ہوں، جہاں ایسے کارخانے ہوں وہاں مساجد زیادہ ہوں اس لئے کہ مسجد بھی دفاعی فیکٹری ہے جیسے کہ یہ دفاعی فیکٹری ہے۔ مسجد میں ہم لڑائی کرتے ہیں شیطان کے ساتھ۔ مسجد میں جو محراب ہوتا ہے۔ جہاں امام صاحب کھڑے ہوتے ہیں۔ محراب مشتق ہے حرب سے۔ حرب کہتے ہیں جنگ کو۔ محراب آلہ کبریٰ ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کا بڑا آلہ۔ یہ مسجد ایک آرڈی ننس فیکٹری ہے شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور تمہاری یہ فیکٹری ہے انسانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی۔ اور مسلمانوں کے دو دشمن ہیں۔ کافر انسان اور شیطان۔ قرآن مجید نے فرمایا۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ وہاں تم اسلحہ بناؤ اور یہاں تم شیطان کے ساتھ لڑائی کرو۔ جب تمہاری دونو فیکٹریاں تیار ہونگی تم اپنا کام پورا کرو گے۔ تمہاری دونو حدود مستحکم ہوں گی تو پھر نہ شیطان تم پر حملہ کر سکے گا نہ کافر حملہ کر سکے گا۔ یہی حال ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ منورہ تو سب سے پہلے حضورؐ نے مسجد بنائی۔ حضورؐ نے مکان تک نہیں بنایا — سب سے پہلے جو کام کیا امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو وہ مسجد بنائی۔ مسجد کے لئے خود حضورؐ نے پتھر اٹھائے، حضورؐ نے ڈھیلے دئے، حضورؐ نے اینٹیں دیں، صحابہؓ نے لیپ پوت کیا۔ سب سے پہلے جو کام امام الانبیاءؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا وہ مسجد کا بنانا تھا۔ مدینہ منورہ میں ایک مسجد کا نام ہے مسجد سبق (حاجی صاحبان نے دیکھی ہو گی، اللہ پاک سب کو اس کی زیارت نصیب فرمائے) مدینہ منورہ کے باہر ایک مسجد کا نام ہے مسجدِ سبق — سبق کہتے ہیں آگے بڑھنے کو۔ ہماری بولی میں اسے گھوڑ دوڑ کہتے ہیں — امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی گھوڑوں کی اور اونٹوں کی دوڑ کرایا کرتے تھے۔ اور اس مسجد میں، جہاں اب مسجد ہے، وہاں بیٹھ کر کامیاب ہونے والوں میں انعام تقسیم کرتے تھے تو مسجدِ سبق (گھوڑ دوڑ کی مسجد) اب بھی مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ اور گھوڑے ریس (RACE) نہیں دوڑتے تھے۔ گھوڑے کس لئے دوڑتے تھے؟ کہ ہم ان گھوڑوں پر چڑھ کر دشمنوں کا مقابلہ کریں گے۔

تو مسجد کا اور آرڈیننس فیکٹری کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ یہ رباط ہے شیطان کے مقابلے کی اور وہ رباط ہے انسانوں دشمنوں، کافروں کے مقابلے کے لئے — عربی زبان میں رباط کہتے ہیں چھاؤنی کو، آرڈیننس فیکٹری کو — پوچھا گیا کہ حضورؐ! شیطان سے بچنے کا کیا راستہ ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا کَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ۔ بار بار مسجد کو جاؤ۔ یعنی کم از کم پانچ نمازیں تو مسجد میں پڑھو۔ ویسے نوافل، سنتیں گھر پڑھ سکتا ہے۔ البتہ علمائے حدیث نے فرمایا کہ صلوٰۃ ضحیٰ جو چاشت کی نماز ہوتی ہے چار رکعت (دو رکعت بھی ہے، چار رکعت بھی ہے) یہ مسجد میں پڑھے تو بہتر ہے۔ باقی فرائض کو ضرور با جماعت مسجد میں ادا کرے۔ جب پانچ دفعہ مسجد میں آئے گا تو کَثْرَةُ الْخُطَا — (بہت قدم اٹھانا مسجد کی طرف) یہ ایک ہے آرڈیننس فیکٹری شیطان کے مقابلے کا ایک اسلحہ ہے اور نمبر دوم اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ط ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور تیسرے فرمایا قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ ط اس کا دل ہر وقت مسجد کے ساتھ لٹکا رہے۔ گھر میں ہے تو مسجد کا فکر ہے، پنڈی گیا، لاہور گیا، مصلیٰ لے آیا، لوٹا لے آیا۔ چٹائی لے آیا، بجلی لے آیا، بلب لے آیا۔ مسجد کا فکر ہے قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ ط پھر آگے فرمایا فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ط فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (تین دفعہ فرمایا۔ ترمذی کی حدیث ہے) فرمایا اے مسلمانو! یہ تمہارے لئے رباط ہے۔ یہ تمہارے لئے آرڈیننس فیکٹری ہے۔ اگر تم نے یہ اختیار کر لی۔ تو تم پر شیطان کبھی حملہ نہیں کر سکے گا — بات ظاہر ہے۔ اب ایک آدمی صبح خدا کے سامنے سربسجود ہوتا ہے، دعائیں مانگتا ہے، گڑگڑاتا ہے، چلا جاتا ہے پھر دن میں کچھ گپ شپ لگاتا ہے، کچھ غلطیاں کرتا ہے۔ اور ظہر کو پھر آ جاتا ہے، شیطان سمجھتا ہے یہ میرے قابو میں نہیں آتا، ظہر کے بعد پھر جاتا ہے۔ پھر گڑبڑ کرتا ہے۔ عصر کے وقت پھر آ گیا۔ گیا، عصر کے بعد گیا، پھر کچھ تھوڑا سا گناہ کیا، شام کو پھر آ گیا، شام کے بعد پھر غلطی کی، عشاء کو پھر آ گیا — تو پانچ دفعہ جو مالک کے سامنے سربسجود ہوا، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پڑھی، اللہ تعالےٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوا، وہ ایک سجدہ جس سے شیطان بھاگا تھا، شیطان مردود ہوا۔ تو دن میں کتنی مرتبہ سجدہ کرتا ہے تو شیطان کے مقابلے کی چھاؤنی بن ہی گئی۔ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ط فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ط تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کے بنانے والوں کو، امداد کرنے والوں کو، تعاون کرنے والوں کو اس مسجد پر خوش ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ اجرِ جزیل عطا فرمائے، اللہ آپ بھائیوں کو اور مجھے بھی نیکی کی توفیق

عطا فرمائے۔

تو چونکہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ذکر ہے۔ حضورؐ کی سیرت میرے بزرگو! مسجدیں بنانا بھی حضورؐ کی سیرت، مسجدوں کا آباد کرانا بھی حضورؐ کی سیرت، قرآن پڑھنا بھی حضورؐ کی سیرت، قرآن پر عمل کرنا بھی حضورؐ کی سیرت، سیرت ایک بہت وسیع موضوع ہے۔ دنیا میں دو ہی چیزیں ہیں میرے بزرگو! ایک ہے صورت، ایک ہے سیرت۔ صورت کا کوئی اعتبار نہیں جب تک سیرت نہ ہو۔ سیرت ہو تو صورت کا اعتبار ہے اگر سیرت نہ ہو تو صورت کا اعتبار نہیں ہے، ایک ہوتی ہے سیرت، ایک ہوتی ہے صورت، ظاہری شکل وشباہت۔ ایک ہوتی ہے سیرت جس سے اس کے خدّ وخال نمایاں ہوتے ہیں۔ ایک آدمی آپ کے سامنے بیٹھا ہے، اچھی شکل کا انسان ہے، اچھا کوٹ وغیرہ پہنا ہوا ہے اور اس موجودہ دَور کے مطابق بڑی شریفانہ شکل اُس نے بنائی ہوئی ہے لیکن آپ اُسے جانتے نہیں ہیں۔ آپ اندر چلے گئے وہ آپ کا ٹائم پیس چرا کر لے گیا۔ تو کیا کہیں گے بڑا نیک آدمی تھا یا بڑا برُا آدمی تھا؟ آپ کہیں گے چور تھا، میں نے سمجھا کہ بڑا بھلا مانس ہے میں نے اُسے جگہ دی، میں اس کے لئے پانی لانے کے لئے گیا اور وہ میرا ٹائم پیس چرا کر لے گیا۔ آپ اُس کے خلاف رپورٹ درج کرواتے ہیں۔ وہ مجسٹریٹ کے پاس پیش ہوتا ہے۔ کہتا ہے دیکھو جی! میری شکل دیکھو جی! کیا میں چور ہونے کے قابل ہوں؟ وہ کہے گا شکل تو تمہاری ٹھیک ہے۔ سیرت تمہاری خراب ہے۔ تو اعتبار سیرت پر ہے نہ کہ صورت پر۔ اور سیرت کو بنانے کیلئے انبیاء علیہم السلام آئے۔ سیرت کوئی نہیں بنا سکتا۔ نہ کوئی فلسفی بنا سکتا ہے، نہ کوئی قانون بنا سکتا ہے، نہ کوئی ضابطہ بنا سکتا ہے، نہ کوئی نظامِ حیات بنا سکتا ہے۔ سیرت بناتے ہیں تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سیرت بناتے ہیں تو انبیاء کے خلفاء، صحابہؓ نے سیرتیں بنائیں لوگوں کی، اولیائے عظام نے سیرتیں بنائیں لوگوں کی، علمائے حق نے سیرتیں بنائیں لوگوں کی اور آج تک میرے دوستو سیرت کا انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ تو نہ کسی کتاب کے پڑھنے سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کسی رسالے کے پڑھنے سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کسی اور وعظ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ سیرت کا انقلاب ہو سکتا ہے پیدا صرف ان لوگوں سے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملاً اتباع کی۔ اُن کی اتباع سے سیرت کا انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ تو سیرت ہی مقصود بالذات ہے۔ تو سیرت نبویؐ پر میں چند باتیں عرض کروں گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو میرے بزرگو! قرآن مجید کی جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے میں اسی کا چھوٹا چھوٹا ترجمہ کروں گا تفسیری طور پر، اُسی کے ضمن میں سب باتیں آ جائیں گی۔ (یہ سورت فتح کی آخری آیتیں ہیں) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہیں، اپنی نعمتوں کو گنتے ہیں ــــ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان کو بیان کرتے ہیں، آپؐ کی رسالت کو ثبت کرتے ہیں، آپؐ کے لائے ہوئے قانون کو مستحکم بناتے ہیں اور اس کا نتیجہ بیان کرتے ہیں۔ بہت سی باتیں یہاں آ گئیں۔

ارشاد فرمایا۔ هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى۔ اللہ تو وہی ذات ہے یا وہی اللہ تو ہے جس نے بھیجا اپنا رسول (جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو) بِالْهُدٰى کامل ہدایت دے کر۔ وَدِيْنِ الْحَقِّ۔ اور نہ مٹنے والا دین دے کر۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط تاکہ اللہ تعالےٰ اس رسول کو یا اس دین کو غالب کر دے سب دینوں پر اور اس بات کی شہادت کون دے سکتا ہے؟ یہ تو مکہ مکرمہ کا دُرِّ یتیم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہ سارے دین پر غالب آ جائے، دنیا پر غالب آ جائے، اس کا کلمہ سارے بحر وبر میں پڑھا جائے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کوئی نہ شہادت دے، مجھے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط میں خود اس بات پر گواہی دیتا ہوں۔ جس کی گواہی اللہ تعالےٰ دے اُسے کسی کی گواہی کی کیا ضرورت ہے؟ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ میں خود گواہ ہوں۔ جس کی گواہی اللہ دے، اُسے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہوتی ـــ اور کیا بات آگے فرمائی؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط دنیا والو! سن لو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اور ان کے ساتھ جو لوگ ہیں اُن کی سیرت کیا ہے؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے رسول ہیں۔ رسولؐ کی سیرت تو جامع ہے۔ لیکن جو لوگ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں ان کی سیرت کیا ہے؟ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ کافروں کے مقابلے میں بڑے جابر اور شدید۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ آپس میں بڑے مہربان، ایک دوسرے پر جان نثار کرنے والے۔ اُن کی نشانیاں کیا ہیں؟ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔ تو دیکھے گا کبھی وہ رکوع میں ہوتے ہیں، کبھی وہ سجدے میں ہوتے ہیں۔ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز وہ خدا سے فضل چاہتے ہیں، خدا کی رضامندی چاہتے ہیں۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ان کی پیشانیوں میں سجدوں کے نشان نظر آتے ہیں ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ یہ ان کی مثال ہے تورات میں۔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ اور ان کی مثال انجیل میں یہ ہے۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ۔ جیسے کسی کھیتی میں ایک بیج اُگے۔ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ۔ اس کا تنا بہت قدآور ہو جائے، طاقت ور ہو جائے يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ سارے کاشتکاروں کو تعجب میں ڈال دے۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط یہ مثال دے کر میں کافروں کو غصے میں جلانا چاہتا ہوں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کو میں اجر عظیم کا وعدہ کرتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

محمد شفیع عمر الدین (میرپور)

حصولِ مال کے غیر شرعی ذریعے چھوڑ دو

ہے آنکہ اندر شرع باشد ناپسند
گردِ اُو ہرگز مگرد اے ہوشمند
(عطار؟)

شریعت مطہرہ میں جس بات کی ممانعت موجود ہو ایک عقلمند شخص کا یہ کام ہے کہ وہ اس کے قریب جانے کی کمینہ جسارت کرکے عذاب الٰہی کا مستحق نہ بنے۔

بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ بعض نفس و ہوا کے بندے شرعی احکام سے پہلوتہی کرنے کے عجیب ڈھنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ بقول حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

"بعض مرد اور عورتیں شریعت کے اتباع سے بچنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم دنیا کے کُتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کتوں اور کتیوں کے لئے نہیں بھیجا ہے۔ ہم نے اگر کُتا کہہ دیا تو کیا اللہ تعالےٰ معاف کر دے گا

(ملفوظات طیبات ص۱۰۶)

ایک بصیرت افروز واقعہ

وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ (سورہ النساء آیت ۱۵۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے کہا کہ ہفتہ کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔

"(یعنی) یہودیوں کو حکم تھا۔ کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں۔ اور سب دنوں سے زیادہ ہفتہ ہی کے دن مچھلیاں دریا میں بکثرت نظر آتیں۔ یہودیوں نے یہ حیلہ کیا۔ کہ دریا کے پاس حوض بنائے۔ ہفتہ کے دن جب مچھلیاں دریا کے حوضوں میں آتیں تو ان کو بند کر رکھتے۔ پھر دوسرے دن حوضوں میں سے شکار کرتے اس فریب اور عہد شکنی پر اللہ تعالےٰ نے ان کو بندر کر دیا جو جانوروں میں خبیس اور مکار ہے"

(حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی)

فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ (الاعراف۔ آیت ۱۶۶)

ترجمہ۔ پھر جب وہ اس کام میں حد سے آگے بڑھ گئے۔ جس سے روکے گئے تھے تو ہم نے حکم دیا ذلیل ہونے والے بندر ہو جاؤ۔

لہذا ہمیں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اور غلط تاویلات یا حیلے بہانوں سے شرعی احکامات کو ہرگز پس پشت ڈالنے کی حرکت نہ کرنی چاہئے۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"میں ڈرتا ہوں کہ میرے نیک سیرت دوست کہیں اس کمینی دنیا میں جھوٹی خوبیوں پر، جو ظاہر میں تازگی اور مٹھاس رکھتی ہیں۔ بچوں کی طرح فریفتہ نہ ہو جائیں۔ اور شیطان لعین کے بہکانے سے کہیں مباح سے مشتبہ اور مشتبہ سے حرام کی طرف نہ جھک جائیں اور اپنے مالک جلشانہ سے خجل اور شرمندہ نہ ہوں۔ لہذا توبہ کرنے اور رجوع الی اللہ میں ثابت قدم رہنا چاہئے۔ اور شرعی ممنوعات کو زہر قاتل سمجھنا چاہئے میری ساری نصیحت تجھے یہی ہے کہ تو (نادان) بچہ ہے اور یہ (دنیا کا) گھر بڑا رنگین ہے (کہیں اس میں نہ کھو جانا) اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل اور کرم سے مباحات کے دائرہ کو اپنے بندوں کے لئے کشادہ کیا ہے۔ یہ بڑی بدنصیبی ہوگی۔ کہ اپنی تنگدلی کی وجہ سے..... اس مباح کے دائرہ کو بھی تنگ سمجھ لیا جائے، اور اس دائرہ کے ..... باہر قدم رکھا جائے۔ اور شرعی حدود سے باہر قدم رکھا جائے اور مشتبہ اور حرام میں پڑ جائے۔

شرعی حدود کا پابند رہنا چاہیے اور بال برابر بھی ان حدود سے آگے نہ بڑھنا چاہئے رسم و عادت کے طور پر نماز پڑھنے والے بہت ہیں۔ مگر وہ پرہیزگار جو شرعی حدود کی پابندی کرتے ہیں بہت تھوڑے ہیں۔ حالانکہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے والی چیز یہی پرہیزگاری ہے۔ کیونکہ روزہ اور نماز کی ادائیگی (ظاہری طور پر) یہ دونوں فریق کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَةِ شَيْئًا:۔ پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں

انسان آزاد نہیں۔ اس کا ایک ہی مالک ــــ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے اس کو امر و نہی پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی رضا اور نا رضامندی کو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو جہاں کے لئے رحمت ہیں، کی معرفت بیان فرمایا ہے۔ اب وہ بندہ بد نصیب ہے جو اپنے مولیٰ پاک کے منشا کے برخلاف کوئی خواہش کرے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے مِلک اور ملکیت پر تصرف کرے۔ شرم کرنا چاہئے کہ دنیاوی آقا کی مرضی کا خیال تو رہتا ہے اور کوئی نہیں چاہتا کہ ذرہ بھر بھی اس بارے میں کمی رہ جائے۔ مگر مولائے حقیقی نے مبالغہ کے ساتھ اپنے ناپسند سے منع فرمایا ہے اور بہت سختی سے جھڑکا ہے، مگر ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ بھلا بتایئے کہ یہ اسلام ہے یا کفر ــــ اس بارے میں فکر کریں۔ اور ابھی تک تو کچھ نہیں گیا۔ کیونکہ جو کچھ گزر چکا ہے اس کا تدارک اب بھی ممکن ہے۔ کیونکہ۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو!

(از مکتوب ۶۹۔ دفتر دوم)

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی توبہ کی توفیق دے۔

ارتکاب ممنوعات

لہذا ہمیں لگاتار کوشاں رہنا چاہئے۔ کہ ممنوعات شرعیہ کی طرف ہمارا قدم نہ اُٹھے تاکہ ہم دنیوی اور اُخروی عذاب

کی گرفت سے بچ سکیں :-

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (النساء آیت ۱۶۱)

ترجمہ۔ سو یہود کے گناہوں کے سبب سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں حرام کردیں جو ان پر حلال تھیں۔ اور اس سبب سے کہ اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے۔ اور اُن کے سود لینے کے سبب سے حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ اور اس سبب سے کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ اور ان میں سے جو کافر ہیں ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس مقام پر یہود نے جن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کی ان کا ذکر ہے۔ وہ احکام یہ ہیں :-

۱۔ دین برحق کی اشاعت کے بجائے وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ اور دین سے روکنے میں مستعد رہتے۔

۲۔ سود کا لینا ان کے لئے حرام کردیا تھا۔ مگر وہ اس کے وصول کرنے میں دریغ نہ کرتے۔

۳۔ غیر شرعی طریقوں سے لوگوں کے مالوں پر قبضہ جما لیتے۔

اس بغاوت کی انہیں دنیاوی سزا یہ ملی :-

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۱۴۶)

ترجمہ یہود پر ہم نے ہر ایک ناخن والا جانور حرام کیا تھا۔ اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربی حرام تھی مگر جو پشت پر یا انتڑیوں پر لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو۔ ہم نے ان کی شرارت کے باعث انہیں یہ سزا دی تھی۔ اور بے شک ہم سچے ہیں

حاشیہ حضرت شیخ التفسیرؒ

یہ چیزیں اصل فطرت انسانی کے لئے مضر ہونے کے لحاظ سے حرام نہیں تھیں۔ بلکہ محض بنی اسرائیل کی تعدی کی وجہ سے سزا کے طور پر حرام کی گئی تھیں۔ اور بنی اسمٰعیل پر حرام نہیں ہیں "

نیز نہ ماننے والوں کے لئے آخرت میں دوزخ کا ٹھکانا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ (البینۃ آیت)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہوئے اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں۔

لمحۂ فکریہ

ہمیں مذکورہ بالا حقیقت کی روشنی میں اپنا جائزہ لینا چاہیئے۔

۱۔ کیا ہم دین حق سے پہلو تہی نہیں کر رہے؟ کیا ہم غیر شرعی امور پر عمل پیرا ہوکر دوسروں کو ان کا مرتکب ہونے کی ترغیب نہیں دے رہے۔

۲۔ ہمارے لئے سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ کیا ہم اس سے بچتے ہیں ؟

۳۔ کیا ہم غیر شرعی حربے استعمال کرکے دوسروں کے مال ناحق طور پر نہیں کھا رہے ہیں؟ اگر ہم ان بُرائیوں کے مرتکب ہیں۔ تو ہمیں اس بات کا اندیشہ رکھنا چاہیئے۔ کہ کہیں ہم بھی دنیوی اور اُخروی سزا کی گرفت میں نہ جائیں۔ یاد رہے :-

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ (البروج آیت ۱۲)

ترجمہ۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ بھی سخت ہے۔

اموالِ غیر پر ناجائز قبضہ

پرایا مال ناجائز اور غیر شرعی ہر قسم کے طریقوں پر کھانے کی سخت ممانعت ہے۔

۱۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ آیت ۱۸۶)

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

روزہ سے طہارت نفس مقصود تھی۔ اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے۔ اور معلوم ہوگیا۔ کہ مال حلال کا تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے۔ اور مال حرام کا روزہ مدت العمر کے لئے ہے۔ اس کے لئے کوئی حد نہیں۔ جیسے چوری یا خیانت یا دغا بازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا بیوع ناجائز یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کھانا حرام اور ناجائز ہے۔

نہ پہنچاؤ حاکموں تک، یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو۔ ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ کر حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھاتو یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کرکے کسی کا مال نہ کھاؤ۔ اور تم کو اپنے ناحق ہونے کا علم بھی ہو۔

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ (النساء آیت - ۲۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے لئے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو۔ اور آپس میں کسی کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

حاشیہ شیخ التفسیرؒ

مسلمانو دوسرے کا مال سوائے اُس کی رضا اور تبادلہ کے کھاؤ۔ ورنہ اکل بالباطل ہوگا۔

(وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ) باہمی رضامندی سے لین دین کرنا ہی حقیقتہً تجارت ہے۔ اس کے سوائے ہر شخص کے لئے دو راستے ہیں۔ یہ کہ کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال ہضم کرلیا جائے۔ دوسرا یہ کہ لین دین کا مسئلہ ہی بند کردیا جائے معاملات میں جبر و اکراہ کا دروازہ کھولنا بھی موجب ہلاکت ہے۔ لہٰذا اسے قتل نفس کہنا بالکل بجا ہے۔ اور قوم سے لین دین کے تعلقات منقطع کرلینا بھی قتل نفس کے برابر ہے اس لئے کہ اس طرح قوم کی ترقی بالکل رُک جاتی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ کا ایک فرمان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جہاں ہزاروں مسلمان جمع تھے دیگر امور کے علاوہ ارشاد فرمایا

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ (مشارق الانوار)

ترجمہ۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا (ناحق) خون کرنا، اس کی عزت (برباد کرنا) اور اس کا مال (ناجائز طریقہ سے کھانا) حرام ہے۔

ناجائز طریقہ میں ڈاکہ، چوری، دغابازی رشوت، جوا وغیرہ بھی آجاتے ہیں۔ ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ سب ناجائز طریقوں سے اپنا دامن بچائے۔ اور فضول حرص کا شکار نہ ہو۔

حرص مال کی بُرائی

حدیث:۔ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا بْتَغَى إِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ (مشارق الانوار بحوالہ بخاری ومسلم)

ترجمہ۔ اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھر مال ہوتا تو ان کے ساتھ اور تیسرے جنگل کو بھی تلاش کرتا۔ اور آدمی کا پیٹ سوائے خاک کے نہیں بھرتا۔ اور خدا اسی پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔ جو حرص اور لالچ سے توبہ کرتا ہے

(ف) یعنی آدمی کی حرص اگرچہ بہت مالدار ہو۔ زندگی میں کسی طرح نہیں بجھتی۔ زیادہ طلبی کبھی کم نہیں ہوتی۔ اُس کا پیٹ قبر کی خاک بغیر کوئی چیز نہیں بھر سکتی پھر کم حرصی اور قناعت کی تعریف فرمائی۔

تنگ چشم مرد دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

(دنیا کے حریص شخص کی چھوٹی سی لالچ بھری آنکھ کو ایک قناعت بھر سکتی ہے۔ دوسرا قبر کی مٹی یعنی اگر قناعت اختیار نہ کی اور جو کچھ حلال اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس پر مطمئن اور قانع نہ رہا تو یہ حرص مرتے دم تک پوری نہ ہوگی)

۲۔ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ نَخْلٍ لَتَمَنّٰى مِثْلَهُ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ مِثْلَهُ حَتّٰى يَتَمَنّٰى أَوْدِيَةً وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ۔ (الجامع الصغیر سیوطیؒ)

ترجمہ۔ اگر آدمی کے پاس ایک وادی کھجوروں کے باغ کی ہوتی تو وہ تمنا کرتا کہ اس کے پاس کھجوروں کی ایسی ہی ایک اور وادی ہو۔ یہ ہو جائے۔ تو پھر اور کھجوروں کی وادی کی خواہش کرتا۔ یہاں تک کہ اس کی تمنا ہوتی ہے۔ کہ اس کے پاس بہت سی ایسی وادیاں ہو۔ انسان کا پیٹ سوائے مٹی کے نہیں بھرتا (مرکر قبر میں جانے تک یہ خواہش لگی رہتی ہے)

حقیقت تو یہ ہے۔ کہ حرص اور خواہشات کی رسّی اتنی لمبی ہے۔ کہ اس کا دوسرا سرا قبر میں لٹکا ہوا ہے۔ فی زمانہ ایک کوٹھی کا مالک دوسری کوٹھی کی تعمیر میں سرگرداں ہے۔ ایک سو ایکڑ قطعہ اراضی کا مالک دوسرے سو ایکڑ کے حاصل کرنے کے درپے ہے۔ ایک کارخانے کا مالک دوسرا کارخانہ...... بنانے کی فکر میں رات دن سرگرداں ہے علیٰ ہذا القیاس۔ پھر بعض اوقات حرص کا بندہ خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حلال و حرام کی حدود کی پروا نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَايْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ

(جامع الصغیر سیوطیؒ ص۱۳۰)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے آدم کے بیٹے! تو میری بندگی کے لئے فارغ ہو جا۔ میں تیرا سینہ غنا سے پُر کر دوں گا۔ اور تجھ سے تیری مسکینی کو روک دوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے ہاتھ (دنیاوی) کاروبار میں مبتلا کر دوں گا۔ اور تیرا فقر دور نہ کروں گا

لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہنا چاہئے۔ اور اس کے سب اوامر و نواہی پر کاربند رہنا چاہئے۔ اور اس بات کا ملتجی رہنا چاہئے۔ کہ وہ ہمارا سینہ غنا سے بھر دے۔ اور ہمارا فقر وفاقہ دور کر دے۔

دُعا

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ ترجمہ۔ یا اللہ! میرے لئے اپنے حلال کو حرام سے کفایت کر (یعنی میں حلال پر قانع رہوں۔ اور حرام سے بچوں) اور اپنے فضل سے مجھے دوسروں سے مستغنی کرو۔ آمین یا الہ العالمین

قرارداد کی مذمت

مشرق وسطیٰ میں عرب مسلمانوں کے خلاف امریکہ اور برطانیہ کے اشارے پر ہونے والے اسرائیلی جارحیت کی مذمت کرنے کے لئے آج صبح ۹ بجے مجلس احرار اسلام حلقہ نولکھا بازار کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب احمد سعید صاحب ناظم اعلیٰ مقامی مجلس احرار اسلام کی تلاوت قرآن پاک کے بعد آپ نے قرارداد مذمت اجلاس میں پیش کی جو کہ بالاتفاق پاس ہوئی قرارداد یہ ہے۔

مجلس احرار اسلام حلقہ نولکھا بازار کا یہ اجلاس عرب مسلمانوں کے خلاف امریکہ اور برطانیہ کے اشارے پر ہونے والی اسرائیلی جارحیت کی سخت مذمت کرتے ہوئے اپنے عرب مسلمان بھائیوں کو یقین دلاتا ہے۔ کہ امریکی اور برطانوی سامراج کے پیدا کئے ہوئے اس فتنے کو کچلنے کے لئے متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر جو اقدام بھی کریں مسلمانان پاکستان اس کی پوری تائید و حمایت اور مکمل تعاون کریں گے۔ نیز یہ اجلاس ویٹ نام کے مٹھی بھر حریت پسندوں کے ہاتھوں بُری طرح پٹنے والے امریکی جنگ باز لیڈروں اور زوال پذیر برطانیہ کے عاقبت نا اندیش رہنماؤں کو متنبہ کرتا ہے کہ قوموں کی آزادی و خود مختاری کو سازشوں اور ڈالروں سے خریدنے کا دور ختم ہوچکا ہے۔ اب انہیں بین الاقوامی سیاست میں اپنے مجرمانہ کردار ادا کرنے کی سزا بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیے کیونکہ ویٹ نام کی چتا کے شعلے اور خلیج عقبہ کی موجیں ان کی کشتیٔ حیات کو غرق کرنے کے لئے بے تاب ہیں بنا بریں یہ اجلاس اس تاریخی صداقت کے اظہار کو ضروری سمجھتا ہے کہ فلسطین میں برطانیہ کی عیارانہ سیاست کی وجہ سے یہودیوں کی آبادکاری کے وقت مجلس احرار اسلام نے بر وقت جن خدشات و خطرات کا اظہار کیا تھا۔ آج ایک مدت گزر جانے کے بعد دنیا کا ہر دانشمند آدمی بعینہٖ انہی خدشات و خطرات کا اظہار کر کے مجلس احرار اسلام کے موقف کی تائید کر رہا ہے۔ اگر اس وقت کے عرب حکمران مجلس احرار اسلام کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے امریکہ اور برطانیہ کے اس حرامی بچے کو فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیتے تو آج عالم اسلام کو برطانوی فراڈ کے ذریعے قائم ہونے والی نام نہاد اسرائیلی ریاست سے موجودہ جارحیت کا خطرہ پیدا نہ ہوتا۔

(نیاز احمد انچارج شعبہ اطلاعات ونشریات)

بقیہ: درسِ قرآن

بھیجا انگلینڈ۔ " مولوی صاحب " تشریف لے گئے لندن۔ وہاں پہنچے تو بس وہاں جس طرح کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی عادت ہے —— یاد رکھو میرے بزرگو! میں اپنی بچیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں، آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ شیطان عصمت کے راستے سے بڑا سخت حملہ کرتا ہے اس کو قریب نہ آنے دیجئے۔ اس لئے فرمایا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ زنا کے قریب مت جاؤ۔ زنا کرنا تو بجائے خود رہا، زنا کے قریب بھی مت جاؤ —— قرب کا معنیٰ کیا ہے؟ آنکھوں کو محفوظ رکھو، کانوں کو محفوظ رکھو، زبانوں کو محفوظ رکھو، ہاتھوں کو محفوظ رکھو، —— پاؤں کو محفوظ رکھو اور دل کو محفوظ رکھنے کے لئے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ زیادہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اس لئے صوفیائے کرام ذکرِ قلبی پہلے کراتے ہیں —— ذکرِ قلبی، دل ہر وقت ذاکر رہے تاکہ دل میں غیراللہ کی محبت ہی نہ آئے اور غیراللہ کی محبت میں سب سے خطرناک محبت جو ہے وہ وہ ہے کہ انسان کی عصمت کو پاش پاش کر دے۔

" مولوی صاحب " وہاں تشریف لے گئے تو بس وہاں پھنس گئے، بچارے " صرف مولوی " تھے۔ وہاں ایک انگریز عیسائی لڑکی مس ڈف کے ساتھ شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد کچھ زمانہ رہے تو واپس جب " تشریف " لائے —— تشریف کیا لائے، جب واپس لوٹے تو وہ زمانہ حج کا تھا۔ جس وقت جہاز بحیرہ قلزم سے گذرنے لگا تو بیوی نے کہا (عیسائی لڑکی نے کہا) کہ " مولوی صاحب! اب تو حج کرتے جائیے، حج کا زمانہ ہے " —— تو " مولوی صاحب " نے جو جواب دیا۔ وہ اس کے لئے جہنمی ہونے کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے کہا " اِس مکان میں کیا رکھا ہے، جو چند پتھروں سے بنایا گیا ہے " —— دیکھا؟ " مولوی اسمٰعیل لندنی " کو جہنم کہاں سے ملی —— وہاں سے ملی —— ہم سمجھتے نہیں ان باتوں کو —— کس

نے کہا انگریزی نہ پڑھو —— پڑھو —— لیکن کسی وقت یہ بھی تو میرے بزرگو! سوچو کہ انگریزی پڑھنے سے میرے گھر میں اسلام آ رہا ہے یا جا رہا ہے۔ میرے گھر سے دین رخصت ہو رہا ہے یا آ رہا ہے؟ اللہ کی پناہ —— آپ دوست تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آج جس دَور سے ہم گذر رہے ہیں وہ میرے اور آپ کے سامنے ہے۔ میرے بزرگو! دنیا کے سارے کام کرو، بولیاں سیکھو، زبانیں سیکھو، لیکن خداوندِ قدوس کو مت بھولو۔ اور خداوند قدوس اس وقت نہیں بھولتا، نہیں بھلایا جا سکتا جب تم کم از کم ہفتے میں ایک دن نہ سہی، مہینے میں ایک دن اللہ کے کسی نیک بندے کے پاس جا کر چند منٹ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ " اے لاہور والو! اگر تم ہفتے کے دن یا اتوار کے دن یا ہفتے کے کسی دن اپنے بچے کو صرف ایک گھنٹے کے لئے میرے درس میں بھیج دو تو یہ ایک گھنٹے کا بیٹھنا اس کی نجات کے لئے کافی ہو جائے گا —— تو یہی ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: اداریہ

ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے اور جہاں تک بس چلا ہے ان پر کاری ضربیں لگائی ہیں۔ پوری پاکستانی قوم اپنے تمام عرب بھائیوں سے گہری ہمدردی رکھتی ہے۔ اور جب بھی موقع آیا۔ اس کا عملی ثبوت دینے میں کسی سے پیچھے نہیں رہیگی۔

آخر میں ہم سلامتی کونسل کو اس کا اہم فرض یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ ظالم اور مظلوم کی حیثیت کو سامنے رکھ کر شرائط صلح وضع کرے —— اور اسرائیل کو جارح قرار دے کہ نہ صرف اپنی حدود کا پابند کرے۔ بلکہ مصر و اردن کے نقصانات کی تلافی بھی کروائے۔ یہ کونسل کے انصاف و تدبّر کا امتحان ہے۔ اور اگر اُس نے حسبِ عادت یہودیوں کی پیٹھ ٹھونکنے اور اُن کے غلبہ کا نقارہ پیٹنے پر اکتفا کیا۔ تو یہ قدم اس کے وقار کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوگا۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

اب تک متعدد کتابیں لکھ چکے ہیں۔ جن میں مومنانہ فراست اور مفکرانہ بصیرت جھلکتی ہے زیرِ نظر کتاب بھی حسبِ معمول مولانا نے اپنے پسندیدہ موضوع پر تالیف کی ہے جس میں اصحابِ رسول اللہ کے زہرہ گداز مصائب و شدائد کی داستان خونچکاں بڑے رقت انگیز پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔

اس دور میں جب کہ دینی احساس روز بروز کم ہو رہا ہے اور اُن نفوسِ قدسیہ یعنی اصحابِ رسولؐ جن کی بدولت قرآن و حدیث کی تعلیم ہم تک پہنچی ہے کو بھی ہدفِ تنقید و طعن بنایا جا رہا ہے

ایسی کتاب کا منظرِ عام پر آنا ضروری تھا۔ تاکہ عوام و خواص کو یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کے راستے میں جو استقامت۔ استقلال، صبر، تسلیم اور رضا کی شان صحابہؓ نے دکھائی اُس کی نظیر انسانی تاریخ قیامت تک پیش نہیں کر سکے گی۔ صرف اللہ کی خوشنودی اور رسولؐ کی محبت کے لئے مرتے دم تک جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر کفر و باطل کے ہجوموں سے ٹکراتے رہنا اور ناقابلِ تصور روحانی اور جسمانی تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کرنا فوق العادت کارنامے ہیں۔ انسانیت اُن اصحابِ جلیلہ کے احسانات کا بدلہ کسی رنگ میں بھی چکا نہیں سکتی۔

شاہ صاحب نے یہ کتاب لکھ کر وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے اور اپنے گھروں اور لائبریریوں کے اس کے متعدد نسخے رکھنے چاہئیں۔

دارالعلوم حنفیہ چکوال کا سولہواں

سالانہ جلسہ

دارالعلوم حنفیہ کا سولہواں سالانہ عظیم الشان تبلیغی جلسہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ر جون کو منعقد ہو رہا ہے جس میں مولانا مفتی محمود صاحب، سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری، علامہ دوست محمد صاحب قریشی، سید ابوذر بخاری ملتان، مولانا عبدالرحمٰن جامی گوجرانوالہ، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا قائم الدین عباسی، مولانا عبدالعزیز بھی، مولانا عبدالشکور دین پوری، قاری اظہار احمد تھانوی، مولانا محمد حسین چنیوٹی، مولانا عبدالحکیم راولپنڈی، مولانا چراغ الدین شاہ ہزاروی اور دیگر علماء —— تشریف لا رہے ہیں۔

غلام حبیب نقشبندی

ابوالریاض ماسٹر محمد امین صاحب بہاولپور

مشائخ کی کہانیاں

۱۔ ایک کفن چور حضرت بایزیدؒ کے پاس آیا۔ اور ہدایت کے لئے دعا کا طلب گار ہوا۔ دعا کے بعد حضرت بایزیدؒ نے پوچھا بیٹا تم نے اب تک کتنے کفن چوری کئے ہیں۔ جواب ملا۔ کہ اب تک ہزار سے کچھ کم کفن چوری کئے ہیں۔ حضرت بایزیدؒ نے پھر دریافت فرمایا۔ ان میں سے کتنے مردے قبلہ رو تھے۔ کفن چور نے جواب دیا۔ صرف دو۔ باقی سب کی پشت قبلہ کی طرف تھی۔ حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے دریافت فرمایا۔ یا حضرت قبلہ کی طرف پشت کے کیا معنی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی رحمت سے دور رہے آخرت میں بھی ان کا یہی حال ہوگا۔ اور جو دنیا میں خدا کی رحمت کے امیدوار رہے۔ وہاں بھی رحمت کے امیدار ہوں گے۔ اور وہ دونوں جن کا رُخ قبلہ کی جانب تھا۔ دنیا و آخرت میں خدا کی رحمت کے امیدوار تھے۔ لہٰذا خدا نے ان کو قبلہ رو رکھا۔ اور باقیوں کا منہ پھیر دیا

۲۔ ایک دفعہ حضرت جنیدؒ بغدادی کے بازار سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک فاحشہ عورت سے سامنا ہوگیا وہ شیخ سے طنزیہ لہجہ میں پوچھنے لگی۔ حضرت میرے اس کتے کی دم اچھی ہے یا تمہاری داڑھی حضرت جنیدؒ فرمانے لگے کہ وقت آنے پر جواب دوں گا۔

چنانچہ آپ نے نزع کے وقت اس عورت کو بلایا اور اپنی داڑھی ہاتھ میں پکڑ کر فرمانے لگے۔ الحمدللہ آج میری داڑھی تمہارے کتے کی دُم سے اچھی ہے۔ آپ کے مریدوں نے دریافت کیا کہ یا حضرت آپ نے پہلے کیوں نہ جواب دے دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا ایک بے نیاز ذات سے واسطہ تھا۔ نہ معلوم کیا انجام ہوتا آج رحمت کے دروازے کھل گئے ہیں اور عنایات ربّ کریم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اس لئے یہی وقت جواب کے لئے موزوں ہے

۳۔ ایک منکر خدا حضرت امام ابوحنیفہؒ سے اُلجھ پڑا اور کہنے لگا۔ کہ دنیا کا نظام خود بخود چل رہا ہے۔ اس کو چلانے والا کوئی نہیں۔ امام صاحب نے کہا کہ اس کا چلانے والا خدا ہے مگر وہ نہ مانا اور بحث دوسرے دن کے لئے ملتوی ہوگئی۔ دوسرے دن یہ دہریہ تو صبح سویرے آبیٹھا مگر امام موصوف دیر سے آئے دہریے نے پوچھا کہ آپ دیر سے کیوں آئے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے ایک کشتی کو دیکھا جو خود چل رہی تھی۔ اور خود بخود ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک آجا رہی تھی دہریہ چلایا کہ لوگو دیکھو ان کو کیا ہوگیا ہے۔ بھلا کوئی کشتی بغیر ملاح کے کس طرح خود بخود چل سکتی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر ایک کشتی بھی ملاح کے بغیر خود بخود نہیں چل سکتی۔ تو تمام کائنات خود بخود کیسے چل سکتی ہے۔ ضرور اس کا چلانے والا کوئی ہے۔ اور وہی جس کو خدا کہتے ہیں۔ دہریے نے کہا دکھاؤ خدا کہاں ہے۔ آپ نے ایک ڈھیلا اُسے دے مارا وہ درد کی شدت سے ہائے درد۔ ہائے درد چلانے لگا۔ آپ نے کہا دکھاؤ درد کہاں ہے۔ اس نے کہا۔ ہے ضرور مگر دکھاؤں کیسے آپ نے فرمایا اسی طرح خدا موجود ضرور ہے۔ مگر دکھائی نہیں دیتا اس پر دہریہ خدا کا قائل ہوگیا۔

۴۔ حضرت ابوسعید تبریزیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نے دین حق کی تبلیغ کے لئے بہت قربانیاں دیں۔ وہ عقائد کے محافظ ہی نہ تھے۔ بلکہ اسلامی تعلیم کی عملی تصویر تھے۔ چونکہ وہ زیادہ وقت دین کی اشاعت میں صرف کرتے تھے۔ اس لئے مالی حالت اچھی نہ تھی۔ بلکہ غربت اور عسرت میں وقت گزارتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ کئی دن متواتر خربوزے پر گزارہ کرتے رہے۔ حاکم تبریز کو پتہ چلا تو اس نے خاصی رقم اپنے کارندے کی معرفت حضرت کے خادم کو پہنچا دی۔ اُس سے کھانا تیار ہوکر آیا۔ تو آپ نے بھی کھایا۔ مگر رات کو عبادت میں لذت نہ آئی خادم سے پوچھا۔ تو پتہ چلا۔ کہ یہ کھانا حاکم وقت کے پیسوں سے تیار ہوا تھا۔ فرمایا ایسا کھانا جھوٹے کو تا بندگی تو دے سکتا ہے۔ مگر روح کے لئے سم قاتل ہے۔ کیونکہ روح کے لئے مال حلال اور مال طیب درکار ہے۔ چنانچہ اپنے خادم کو ساری رقم دے کر فارغ کر دیا۔ اور اپنی خدمت سے بھی الگ کر دیا۔ بلکہ یہ خطرہ بھی نہ رکھا۔ کہ شاید یہی خادم حاکم وقت کے کان بھر دے اور کوئی آفت آجائے

کیا آپ جانتے ہیں کہ:۔

فاروق عظیم

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا اسم گرامی عبداللہ والد کا ابوقحافہؓ والدہ کا سلمٰی بنت صخر تھا لقب آپ کا صدیقؓ اور کنیت ابوبکرؓ تھی یار غار کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سات پشت کے بعد مرہ بن کعب میں آں حضرتؐ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

۲۔ آپ بچپن سے ہی آں حضرتؐ کے ساتھی تھے۔ جب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے آنحضرتؐ کی شادی ہوئی تو براتیوں میں آپ بھی شامل تھے

۳۔ جب خدا پاک نے حضورؐ کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے صدیق اکبرؓ اسلام لائے تھے۔

۴۔ آپ مکہ کے بہت با اثر رئیس تھے۔ آپ کی ترغیب سے ہی حضرت عثمان غنیؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور سعید بن زیدؓ جیسی عظیم ہستیوں نے اسلام قبول کیا۔

۵۔ قبول اسلام کے بعد اپنی تمام دولت اسلام کے نام وقف کر دی اور ان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ جو کفار مکہ کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔ ان میں سیدنا حضرت بلالؓ بہت مشہور ہیں۔

دارالمبلغین ختم نبوت کا اجراء

اس سال دارالمبلغین کا اجراء ۱۷ ربیع الاوّل بروز سوموار دفتر مرکزیہ ختم نبوت تغلق روڈ ملتان میں ہو رہا ہے۔ سہ ماہی کورس میں تردید فرق باطلہ مرزائیت عیسائیت کی تعلیم دی جائے گی۔ خواہشمند علماء و جدید تعلیم یافتہ حضرات ۱۶ ربیع الاوّل شام تک ملتان تشریف لائیں ۱۰ ربیع الاول تک اپنی آمد کی اطلاع دفتر مرکزیہ ملتان ارسال فرمائیں موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ خورد و نوش بذمہ دفتر۔

ناظم دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان شہر

انجمن اخبار فروشاں کا انتخاب

دفتر لسبیلہ ہاؤس میں انجمن امداد باہمی اخبار فروشاں رجسٹرڈ نمبر ۲۵ کراچی کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب عطا محمد صاحب برائے انتخاب منعقد ہوا جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور مندرجہ ذیل انتخابات عمل میں آئے۔

صدر :- مسیت اللہ صاحب

نائب صدر : عبدالحفیظ صاحب

جنرل سیکرٹری : محمد عنایت علی خاں برکت

سیکرٹری : غلام نبی صاحب

خازن : ہاشم خاں صاحب

پروپیگنڈا سیکرٹری سینئر : محمد عبداللہ صاحب

پروپیگنڈا سیکرٹری جونیئر : مسعود احمد صاحب

مجلس عاملہ کے رکن :-

۱۔ رحیم صاحب ۲۔ ابراہیم یوسف صاحب ۳۔ عطا محمد صاحب ۴۔ احمد حسین مستری صاحب ۵ بزار صاحب

دفتر کی برانچوں کے انتخابات، اغراض و مقاصد بینک میں حساب کھولنے اور دفتری اخراجات و دیگر امور کے سلسلہ میں آئندہ تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

(محمد عبداللہ پروپیگنڈا سیکرٹری)

مدرسہ عربیہ اسلامیہ چوہڑ کانا منڈی ضلع شیخوپورہ کا

تیسرا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۸، ۹ ربیع الاوّل ۱۷، ۱۸ جون بروز ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے جلسہ شب و روز جاری رہے گا۔ انشاء اللہ پہلے دن بعد نماز ظہر مجلس حسن قرأۃ بھی قائم ہو گی۔ جلسہ میں ملک کے ممتاز علماء و قراء حضرات تشریف لا رہے ہیں۔

(محمد یعقوب ربانی خادم مدرسہ عربیہ اسلامیہ)

تبلیغی جلسہ

مورخہ ۱۴ جون مطابق ۵ ربیع الاول بروز بدھ (بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری مدرسہ عربیہ قاسم العلوم (رجسٹرڈ) ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں بعد از نماز عشاء تقریر فرمائیں گے۔

قابلِ توجّہ

● **تعلیمی اداروں کے سربراہوں سے!**

سرکاری وغیر سرکاری سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کی خدمت میں "ہفت روزہ خدام الدین" کا ایک ایک شمارہ خط کے ساتھ بھیجا جا چکا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ دفتر کو جلد از جلد "خدام الدین" کی خریداری سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

● **"خدام الدین" کے مضمون نگاروں سے!**

مضمون نگار حضرات سے بارہا درخواست کی جا چکی ہے اور اب پھر تاکیداً عرض کیا جاتا ہے کہ مضامین میں جہاں قرآن پاک کی آیت شریف درج کریں۔ اعراب سمیت درج کریں اور سورت، رکوع اور آیت نمبر کا حوالہ ضرور لکھیں تاکہ قرآن حکیم سے اس کی صحت کا یقین کر لیا جائے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ آیاتِ قرآنیہ کی کتابت میں غلطی سب کے لئے موجب گرفت اور باعثِ ندامت ہے۔ مزید برآں مضمون صاف، خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف ہونا چاہئے۔ اگر مضمون نگاروں نے ان امور کی پابندی نہ فرمائی تو ادارہ ایسے مضامین کو شائع نہیں کر سکے گا۔

● **خریدار حضرات سے!**

جن حضرات کا چندہ ختم ہو چکا ہے وہ براہِ کرم جلد از جلد چندہ ارسال کریں۔ تاکہ پرچے کی ترسیل میں رکاوٹ نہ ہو۔

سید الاتقیاء اُسوۃ الصلحاء حضرۃ مولانا حبیب اللہ مُہاجر مدنی مدظلہ العالی کا

مکتوبِ حبیب

حامداً ومصلیاً۔ سیدی وسندی راس الاتقیاء حضرۃ الشیخ الحاج الحافظ مولانا حبیب اللہ صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ الشریفہ کا مکرمت نامہ پیش نظر ہے جس میں آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان کی طرف سے کسی کو مجاز طریقت قرار دیں۔ اس کی وجہ دراصل اس غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے کہ کچھ عرصہ سے سننے میں آرہا تھا کہ فلاں بزرگ نے فلاں صاحب کو حضرت اقدسؒ کی طرف سے مجاز قرار دیا ہے۔ حالانکہ اصولاً کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی اور بزرگ کی طرف سے کسی کو مجاز قرار دے۔ بیشک اس بات کا انہیں پورا پورا حق حاصل ہے کہ تعلیم و تربیت کے بعد کسی کو اپنا مجاز قرار دیں۔ اس سلسلہ میں بعض نے یہ زیادتی کی کہ حضرت برادرِ معظم ومکرم مدظلہ العالیہ کا نام بھی لے لیا گویا انہوں نے بھی اس کی تصدیق و توثیق کی ہے۔ سو اس سلسلہ میں برادر عزیز مولانا الحاج حافظ حمید اللہ صاحب زید مجدہٗ نے حضرت اقدس موصوف سے وضاحت چاہی جواب باصواب حاضر خدمت ہے۔ یہاں ایک اور بات کا ذکر کرنا ازبس ضروری ہے وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف انتقال فرماتے ہی ملک کے مختلف گوشوں سے مدعیانِ خلافت کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اس میں بعض ستم ظریف اس درجہ عیار واقع ہوئے تھے کہ بعد از تحقیق معلوم ہوا کہ ان کو مرحوم و مغفور حضرت اقدس کی ہیئت وسراپا تک معلوم نہیں، نہ ہی انہوں نے کبھی مسجد و مدرسہ لاہور شیرانوالہ یا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت تک کی، اور ان کے مبلغ علم و تقویٰ اور تربیت روحانی واخلاقی کا حال تو ان کے ادعائے خلافت و مجاز طریقت کی دروغ گوئی سے ظاہر ہے۔ اسی لئے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری زمانہ میں ایک مصدقہ نقل اپنے خلفائے مجاز کی ہمیں مرحمت فرمادی تھی جو "خدام الدین شیخ التفسیر نمبر" "ملفوظات طیبات" "مرد مومن" اور "انوارِ ولایت" وغیرہ نیز مختلف اخبارات و رسائل میں بار بار طبع ہوچکی ہے سو اس کے بعد اب قیامت تک نہ تو اس میں کمی ممکن ہے نہ اضافہ۔ لہٰذا قارئین خدام الدین اور دیر پرسانِ حال احباب سے گذارش ہے کہ ایسے شاطر، بہروپیا حضرات سے باخبر رہیں اور اگر کبھی ایسی صورتِ حال سے دوچار ہوں تو کم از کم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں عنایت ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ۔

سیہ کار اقو عبید اللہ انور　مدرسہ قاسم العلوم لاہور　۹ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ　۲۰ رمئی ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ　اما بعد

برادر عزیز مولوی حاجی حافظ حمید اللہ سلمکم اللہ تعالیٰ　　حبیب اللہ۔ از مکۃ المکرمہ

سلام مسنون۔ مزاج شریف۔ الحمد للہ رب العالمین بخیر ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ بھی بمع جمیع متعلقین بخیر ہوں آمین۔ ۲۶ اپریل ۱۹۶۷ء کا محررہ خط مکرر کاشف حالات محررہ ہوا۔ جس دن سے آپ گئے تھے۔ دل کو انتظار تھا۔ کہ وصولی کی اطلاع ملے۔ شیخ رشید فارانی بھی اکثر و بیشتر پوچھتے رہتے تھے۔ خط آنے سے الحمد للہ انتظار رفع ہوگیا۔

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ مغفور لہا اعلیحضرت قبلہ اباجان رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسا جامع کمالات بنایا تھا کہ انکی نظیر پھر شاید صدیوں میں پیدا ہو۔

ہزارہا لوگوں نے تفسیر قرآن پاک اور علوم ظاہرہ کی ان سے تکمیل کی خلق کثیر نے ان کے روحانی فیوض و برکات سے اکتساب فیض کیا۔ اور روحانی تربیت کرائی۔ تبلیغی جلسوں میں شرکت کیلئے سفر اور تصنیف و تالیف کا شغل اسکے علاوہ تھا۔ اور ملاقات کرنے والوں کا ہجوم الگ ان کو گھیرے رہتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ وہ سب کام کس طرح نباہ گئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

ان کی نظر کیمیاء اثر جس سعداء پر پڑی وہ بہت کچھ بسند ہر گئے سنور گئے بہت سوں کی تکمیل کر کے انہوں نے اجازت دی کہ اللہ کا نام دوسروں کو بھی بتائیں۔ جن میں استعداد و قابلیت دیکھی۔ بہت لوگوں کو اللہ۔ اللہ کرنا بتایا۔ ان کے تقع کیلئے۔ لیکن انکو آگے بتانے کی اجازت نہیں دی۔ نہیں استعداد و قابلیت دیکھی ہوگی۔ ایسی ناقص استعداد کے لوگ اگر کبھی اتفاق سے حرمین الشریفین میں آگئے۔ تو وہ لطائف الحیل سے ازحد کوشش کرتے ہیں کہ میں ان کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے نیابتہً اجازت دیدوں۔ آپ خود غور فرمائیں مجھ کو اسکا کیا اختیار ہے۔ کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کسی [illegible] ل کو بیعت کرنے کی اجازت دوں۔ آج تک میں نے کسی کو اجازت نہ دی ہے۔ اور نہ آئندہ کسی کو اجازت دینے کا ارادہ ہے۔ یہ میرا قطعی فیصلہ ہے۔ آپ اور برادر عزیز مولانا عبید اللہ انور سلمہٗ اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر رہیں اگر کوئی افواہ آپ تک پہنچے تو آپ تردید کردیں۔

عزیزہ زاہدہ بی بی۔ عزیزہ رقیہ بی بی سلمہا۔ عزیزی سعید اللہ سلمہٗ۔ عزیزی مریم بی بی سلمہا۔ عزیزی حلیم اللہ سلمہٗ کو سلام مسنون و پیار۔ برادر عزیز مولوی عبید اللہ انور سلمہٗ، اسکی اہلیہ اور بچوں کو سلام مسنون۔

تمام حضرات پرسانِ حال و احباب کرام کو سلام مسنون۔　　والسلام مع الاکرام

یوم الخمیس۔　۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ ۴ رمئی ۱۹۶۷ء

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۶۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تحشیۂ جدیدہ

رنگین دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتّبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۸/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

انوارِ ولایت

حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ کے سوانح حیات کا پہلا حصہ ہے۔ جس میں آپ کی پیدائش سے لے کر وفات حسرت آیات تک کے تمام حالات نہایت احتیاط سے مؤرخانہ اسلوب میں لکھے گئے ہیں۔ کتاب مستطاب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت قاری مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کی تصدیق و تصحیح کے بعد طبع کرائی گئی ہے — قیمت بلا جلد ۳/۵۰ روپے

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

نیا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵ روپے۔ محصولڈاک ایک روپیہ۔ کل ۳/۲۵ بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی۔

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور